LAZAWAL'S PROJECT PROPOSALS

سرکاری وغیر سرکاری اداروں سے مالی تعاون کی درخواستیں اکثر اس لئے بھی نامنظور ہوجاتی ہیں کہ وہ قابل قبول ہیئت اور معیار کے مطابق تیار نہیں کرائی جاتیں۔
ہم نے اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے درجنوں Project Proposals تیار کرائے ہیں جو قیمتاً دستیاب ہیں۔ اپنی ضروریات کے لئے ہم سے رجوع کریں۔

lazawalpd@gmail.com
Lazawal Pbulishers & Distributors
Kokan Villa, Iqra Colony, New Sir Syed Nagar, Aligarh-202002
Ph.: 0571-2401209

"اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (قرآن)

سہ روزہ دعوت
نئی دہلی

تدبر قرآن (اردو)
مولانا امین احسن اصلاحی ★ ترجمہ سلیم کیانی

سلیم کیانی کے سلیس اور شگفتہ قلم سے تدبر قرآن جلد اول کا ترجمہ۔
یہ جلد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ پر مشتمل ہے۔ صفحات 693، ہدیہ -/Rs.650

البلاغ پبلی کیشنز N-1، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵
Phone: 011-26942592, E-mail: abpublications@gmail.com

● جلد:۵۷ ● شمارہ:۲۵ ● ۱۶/مارچ ۲۰۰۹ء ● 16 March 2009 ● دوشنبہ ● ۱۸/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ ● قیمت=/Rs.5 ● سعودی عرب اور دیگر خلیجی ملکوں کیلئے ۳/ریال ● Posting: 14 March 2009 Saturday

بٹلہ ہاؤس مبینہ انکاؤنٹر کی معلومات

نئی دہلی۔ آخرکار دہلی پولیس بٹلہ ہاؤس مبینہ انکاؤنٹر کے کچھ حقائق سامنے لانے پر مجبور ہوئی کیونکہ دہلی بم دھماکوں کے ایک ملزم ضیاء الرحمٰن کے وکیل سینئر ایڈوکیٹ پرشانت بھوشن کی درخواست پر مرکزی اطلاعات کمیشن نے اطلاعات کے حق کے قانون کے تحت دہلی پولیس کو حکم دیا ہے کہ وہ درخواست دہندہ کو مبینہ انکاؤنٹر میں مارے گئے محمد عاطف امین، ساجد اور انسپکٹر موہن چند شرما کی پوسٹ مارٹم رپورٹیں فراہم کرے تاہم کمیشن نے پولیس کی اس رائے سے اتفاق کیا کہ مبینہ انکاؤنٹر میں شامل افسران اور پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹروں کے نام ظاہر نہیں کئے جائیں گے۔ کمیشن نے یہ ہدایت تمام دستاویزات کا جائزہ لینے کے بعد دی۔ اس سے قبل پولیس نے اس طرح کی درخواست کو یہ کہہ کر مسترد کردیا تھا کہ ان کاغذات کے عام ہونے سے تفتیش متاثر ہوگی۔

عرب ممالک کا رول اہم

ویانا۔ بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی کے سربراہ محمد البرادعی نے کہا ہے کہ امریکہ نے ایران کے ساتھ راست بات چیت کی پیشکش کرکے متنازعہ جوہری پروگرام کے پرامن حل کے مواقع میں اضافہ کیا ہے تاہم اس سلسلے میں جاری تعطل کو عرب ملکوں کو شامل کئے بغیر حل نہیں کیا جاسکتا جو اس معاملے میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ انھوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ مسئلہ کو حل کرنے کی کوششوں میں ایران کے پڑوسی ملکوں کو شامل نہیں کیا جارہا ہے۔ ادھر ترکی کے وزیر خارجہ علی باباکن نے بھی کہا ہے کہ ان کا ملک ایران اور امریکہ کے درمیان ثالثی کے لئے تیار ہے۔

پاکستان پھر مارشل لا کے راستے پر

اسلام آباد۔ پاکستان کے فوجی سربراہ جنرل اشفاق کیانی نے یہاں صدر آصف علی زرداری سے ملاقات کی اور امریکہ کے کہنے پر ۱۶/مارچ تک قانون اور انتظامیہ بحال کرنے کا الٹی میٹم دے دیا ہے۔ ادھر صدر زرداری نے کہا ہے کہ ملک میں سیاسی عمل مؤثر انداز میں جاری ہے اور جمہوریت کے پٹری سے اترنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ دریں اثناء پاکستان کے سابق صدر پرویز مشرف نے کہا ہے کہ اگر حالات سازگار ہوئے تو وہ پھر صدر بننے پر غور کریں گے۔ دوسری طرف داخلی امور کے وفاقی وزیر رحمٰن ملک نے مسلم لیگ (ن) کو آگاہ کیا ہے کہ حکومت مخالف ان کی تقریر سے بغاوت کی آگ بھڑک سکتی ہے جس کیلئے انہیں عمر قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

لیبیا کو امریکی ہتھیار کی فراہمی

واشنگٹن۔ امریکہ نے لیبیا کو اسلحہ اور فوجی سازوسامان فراہم کرنے پر غور شروع کردیا ہے۔ محکمہ خارجہ کے ذیلی ادارے سے منسلک ڈپارٹمنٹ کی ترجمان لیفٹننٹ کرنل الزبتھ ہیمنر نے بتایا کہ امریکہ اس سلسلے میں لیبیا کی درخواست کا جائزہ لے رہا ہے۔ جنوری میں امریکہ اور لیبیا نے مفاہمت کی ایک درخواست پر دستخط کئے تھے۔ ۲۰۰۳ء میں لیبیا کی جانب سے ممنوعہ طیاروں کے پروگرام کے خاتمے کے اعلان کے بعد امریکہ اور لیبیا کے درمیان سفارتی سطح پر جاری جمود کا خاتمہ ہوا تھا اور دونوں ممالک کے درمیان تعلقات پھر سے بحال ہوگئے۔

ایران کے پاس جوہری بم کی صلاحیت

یروشلم۔ اسرائیلی فوج کے محکمہ خفیہ کے سربراہ میجر جنرل اموس یالدن نے کہا ہے کہ ایران نے جوہری بم بنانے کی صلاحیت حاصل کرلی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایران مسلسل سیکڑوں کلوگرام مقوی یورینیم جمع کررہا ہے اور مغربی ممالک کے ساتھ مذاکرات کی آڑ میں ملنے والے وقت کا استعمال جوہری بم بنانے میں کرنا چاہتا ہے۔ تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ ایران کو جوہری بم بنانے میں ابھی کچھ مہینے مزید لگ سکتے ہیں۔

افغانستان میں شکست سے بچنے کیلئے امریکہ کی نئی کوششیں

دیر سے ہی سہی امریکی صدر بارک حسین اوبامہ نے یہ اعتراف کرلیا کہ افغانستان میں حالات امریکہ اور ناٹو کے قابو سے باہر ہیں۔ انھوں نے نیویارک ٹائمز کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں واضح طور پر کہا کہ امریکہ افغانستان میں جنگ نہیں جیت رہا ہے بلکہ وہاں کے حالات عراق سے بھی زیادہ پیچیدہ ہیں۔ انھوں نے اس بات کا اشارہ دیا کہ جس طرح عراق میں ناکامی کے بعد سنی مزاحمت پسندوں اور دیگر کے ساتھ مذاکرات کی پالیسی اپنائی گئی تھی اب افغانستان میں بھی اس فارمولہ کو آزمایا جائے گا۔ وہاں طالبان کے اعتدال پسند عناصر جن کا القاعدہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے یا جو افغان حکومت سے ناراض ہیں۔ ان کے ساتھ بات چیت کی جائے گی اور ایران کی بھی مدد مسئلے کے حل میں لی جائے گی۔ ان کا کہنا ہے کہ افغانستان مختلف قبائل کا ملک ہے جن کی آزادی کی تاریخ رہی ہے۔ ان کی شناخت بہت بڑا چیلنج ثابت ہورہی ہے۔ آزاد منش افغان قبائل امریکہ کے لئے ایک بڑا چیلنج ہیں۔

افغانستان میں جب امریکہ نے بعض مقامی گروپوں کی مدد سے طالبان کو اقتدار سے بے دخل کرکے کابل سے بھگانے میں کامیابی حاصل کی تھی تو وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوگیا تھا کہ طالبان کی طاقت ختم ہوگئی اور اس نے پورے افغانستان کو اپنی مٹھی میں کرلیا لیکن جب طالبان نے دوبارہ گوریلا لڑائی شروع کی تو امریکہ نے مقابلے کے لئے وہاں ناٹو کی ۲۸ ہزار فوج اتاردی اور جب طالبان نے متحد ہوکر پوری تیاری کے ساتھ پھر سے جوابی کارروائی شروع کی تو خود امریکہ اور ناٹو کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس دوران ناٹو کی فوج میں اضافہ بھی کیا گیا پھر بھی طالبان کی پیش قدمی پر کوئی اثر نہیں پڑا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے جنوبی افغانستان کے ایک بہت بڑے علاقے پر قابض ہوگئے۔ ان کی پیش قدمی کو روکنا امریکہ اور ناٹو کے لئے بہت بڑا چیلنج بن گیا ہے۔ حالات اس قدر خراب ہوگئے ہیں کہ امریکہ کو افغانستان میں مزید سترہ ہزار فوجیوں کو بھیجنا پڑا اور ناٹو کے رکن ممالک سے بھی مزید فوج بھیجنے کے لئے درخواست کرنی پڑرہی ہے۔ جنوبی افغانستان میں طالبان اور ناٹو کی جو حالت ہے اس کے بارے میں افغانستان میں سابق برطانوی کمانڈر میجر سباسٹین مورلے کا کہنا ہے کہ ناٹو کی فوج اپنے کیمپوں تک محدود ہوکر رہ گئی ہے۔ وہ کیمپوں سے اتنی دیر ہی باہر رہتی ہے جتنی دیر تک طالبان سے مقابلہ چلتا رہتا ہے پھر وہ کیمپوں میں واپس چلی جاتی ہے۔ پورا علاقہ طالبان کے کنٹرول میں رہتا ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہاں فوجی آپریشن ویتنام جنگ کی طرح بیکار ہے۔ امریکہ کے وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کا تو کہنا ہے کہ افغانستان سے طالبان کو باہر نکالنے کی جو لڑائی لڑی جارہی ہے اس میں امریکہ کو لوہے کے چنے چبانے پڑرہے ہیں۔

افغانستان کا مسئلہ روز اول سے نئے امریکی صدر کے ایجنڈے میں ترجیحی بنیاد پر شامل ہے۔ انھوں نے اپنی انتخابی مہم کے دوران بھی اعلان کیا تھا کہ اگر وہ صدر بنے تو عراق سے افواج واپس بلاکر اپنی پوری توجہ افغانستان پر مرکوز کریں گے اور ویسا ہی ہوا۔ انھوں نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی سب سے پہلے افغانستان اور پاکستان میں رچرڈ ہالبروک کو اپنا خصوصی ایلچی مقرر کیا جس نے دونوں ملکوں کے دورے کے بعد جو نتیجہ اخذ کیا اس سے اوبامہ انتظامیہ کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ رچرڈ ہالبروک خطے کے لئے نئے نہیں ہیں۔ اس سے قبل وہ افغانستان پر روسی قبضے کے دوران پاکستان میں امریکہ کے سفیر تھے اور جنھوں نے روسی فوج کے انخلاء میں اہم رول ادا کیا تھا۔ رچرڈ ہالبروک کا کہنا ہے کہ افغانستان بھی ویتنام بنتے جارہا ہے۔ اس کے بعد امریکی حکومت نے افغانستان سے متعلق اپنی پالیسی پر نظر ثانی شروع کردی اور صدر نے سترہ ہزار فوجیوں پر مشتمل نئی کمک وہاں بھیجنے کو منظوری دے دی تاکہ وہاں امریکی فوجیوں کی تعداد بڑھ کر پچاس ہزار ہوجائے۔ ۲۸ ہزار ناٹو کے فوجی الگ ہیں۔ اس طرح کل تعداد ۷۸ ہزار ہوتی ہے۔ جب روس افغانستان میں ایک لاکھ بیس ہزار فوجیوں کو تعینات کرکے اور تین لاکھ افغان فوجیوں کی مدد سے افغانستان پر اپنا قبضہ برقرار نہیں رکھ سکا تو امریکہ ۷۸ ہزار فوجیوں کے ذریعے اپنا قبضہ کس طرح برقرار رکھ سکے گا جبکہ اس وقت افغان قوم کی جو فوجی طاقت و ٹریننگ تھی، طالبان اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ پڑوس میں ہونے کے باوجود روس کو افغانستان سے بھاگنا پڑا جبکہ امریکہ تو بہت دور ہے۔ وہاں فوجی رسد پہنچانے میں کافی مشکلات کا سامنا ہے خصوصاً جب کرغزستان نے اپنے یہاں امریکی فوجی اڈے کو بند کردیا ہے۔

افغانستان میں امریکہ اور ناٹو کی شکست پر بحث گزشتہ دو برسوں سے جاری ہے۔ اس دوران کئی تحقیقاتی وتجزیاتی ایجنسیوں، امریکہ اور ناٹو کے رکن ممالک کے عہدیداران اور سابق وموجودہ فوجی کمانڈروں کے حوالے سے افغانستان میں ناٹو اور امریکہ کی شکست کی بات کئی بار سامنے آچکی ہے۔ یہ پہلا موقع ہے جب امریکہ کے صدر نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ حالانکہ اس سے قبل جب انھوں نے افغانستان سے متعلق پالیسی کا جائزہ لینا شروع کیا تھا تو سابق صدر بل کلنٹن نے آگاہ کیا تھا کہ نئی حکومت افغانستان میں وہ غلطی نہ دہرائے جو برطانیہ انیسویں صدی میں اور سابق سوویت یونین نے بیسویں صدی کے اواخر میں کی تھی ورنہ وہ بھی امریکہ کے لئے دوسرا ویتنام بن سکتا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ مسٹر اوبامہ نے مزید افواج بھیجتے وقت مسٹر بل کلنٹن کی نصیحت پر غور نہیں کیا اور جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس کی اصلاح کے لئے اب طاقت کے استعمال کے ساتھ ساتھ مذاکرات کے فارمولے کو بھی آزمانا چاہتے ہیں کیونکہ ناٹو کے ممالک زیادہ دنوں تک ساتھ دینے اور مزید افواج بھیجنے سے کترا رہے ہیں۔ حال ہی میں آسٹریلیا، کناڈا، جرمنی اور فرانس کی حکومتوں کی طرف سے کئی ایسے بیانات آچکے ہیں جو امریکہ کے لئے پریشان کن ہیں اور آئندہ ہونے والی ناٹو کانفرنس میں امریکہ شاید ہی افغانستان کے تعلق سے اپنی بات منوا سکے۔

افغانستان میں دور سے نظر آنے والی شکست نے نہ صرف ناٹو کے مستقبل پر سوالیہ نشان لگا دیا ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ سابق سوویت یونین کی طرح امریکہ میں ناکامی کے بعد امریکہ کا زوال بھی شروع ہوجائے، معیشت تو پہلے ہی برباد ہوچکی ہے۔ اب اگر فوجی طاقت کی ہوا نکل گئی تو پھر سپر پاور رہنے کا خواب ادھورا رہ جائے گا۔ افغانستان میں پسپائی ناٹو کی بھی فوجی طاقت اور حکمت عملی کی قلعی کھول دے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ نے اب تک افغانستان پر قبضہ اور کنٹرول برقرار رکھنے کے لئے جتنے بھی فارمولے آزمائے وہ ناکام ثابت ہوئے۔ طالبان کا چیلنج اپنی جگہ پر ہے۔ افغان عوام بھی بڑے پیمانے پر بے قصور شہریوں کی ہلاکت کی وجہ سے کافی ناراض ہوگئے، افغان حکومت کے ساتھ بھی امریکہ کے تعلقات حالیہ دنوں میں کشیدہ ہوگئے۔ اب اگر یہ تینوں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے تو امریکہ کے لئے افغانستان کی زمین تنگ پڑ جائے گی اور اسے بھاگنا ہی پڑے گا۔ لگتا ہے کہ سابقہ بش حکومت نے عراق اور افغانستان میں جو جنگ شروع کی تھی اوبامہ حکومت اس میں امریکہ کی شکست کی تاریخ لکھ کر اسے انجام تک پہنچادیں گے۔ (ص ن)

داڑھی، پاکستانی حکمرانوں کیلئے بھی ناقابل برداشت

اسلام اور اسلامی شعائر واسلامی تعلیمات سے، اسلام مخالف طاقتیں ہی چراغ پا و پریشان نہیں ہیں ہمارے پڑوس میں واقع مملکت خداداد کے حکمراں بھی جس کے قیام کے مطالبہ کی تحریک کے دوران نعرے لگائے جاتے تھے "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ" ان کی بقا فروغ اور مقبولیت سے شعلہ پا بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ بات پاکستان تک محدود نہیں ہے ایک دو کو چھوڑ کر تمام مسلم حکمراں اسی ڈگر پر گامزن ہیں لیکن پاکستان کا خیال اس لئے زیادہ آتا ہے کہ یہ خطہ ایک وسیع وعریض برصغیر کو تقسیم کرکے قائم ہی اس نعرہ کی بنیاد پر کیا گیا تھا کہ ہندو جمہوریت کے سہارے اپنی عددی اکثریت کی بنیاد پر مسلمانوں کو اپنے دین پر عمل کرنے میں رکاوٹ کھڑی کرتے ہیں۔ مسلمانوں پر ظلم وستم اور جبر وزیادتی کرتے ہیں۔ یہاں اسلام اور مسلمان خطرات سے دوچار ہیں آزاد وخود مختار نہیں ہیں۔

ایک آزاد وخود مختار اسلامی مملکت قائم کرکے دنیا کے سامنے اسلامی سیاست اور اسلامی نظام حکومت کا مثالی نمونہ پیش کیا جائے گا اور بھارت کے سیکولر آئین کی طرح دکھاوے کے لئے کاغذ وکتابوں تک محدود لنگڑا لولا، اپاہج و بے اثر آئین ودستور بناکر اس کو اسلامی جمہوریہ بھی قرار دیا گیا لیکن یہ سب باتیں وہاں کس حد تک اور کس طرح پائی جارہی ہیں محتاج بیان نہیں، وہاں کی صورتحال کو سب جانتے ہیں۔ روزمرہ کی دیگر بہت سی اسلام مخالف اذیت ناک اور دلدوز اطلاعات کے ساتھ ایک یہ اطلاع بھی آئی ہے کہ اسلامی شعائر اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تمام انبیاء کی متفقہ سنت کی حیثیت رکھنے والی داڑھی پاکستانی حکمرانوں کے دل ودماغ اور آنکھوں میں نیزہ اور برچھی کی طرح چبھ رہی ہے۔ پاکستان آرمی کے زیر انتظام چلنے والے ملک کے معروف تعلیمی ادارہ کیڈٹ کالج حسن ابدال میں داڑھی والے طلباء کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ پاکستان کے حکمرانوں کا کہنا ہے کہ مسلمان جن سنگین مسائل سے دوچار ہیں اور پاکستان کو جن داخلی وخارجی خطرات کا سامنا ہے ان کے پیش نظر "داڑھی" جیسے معاملات کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہئے اور بڑے مسائل و معاملات کی طرف ہی نگاہیں مرکوز رکھنی چاہئیں۔ اس کے ساتھ ہی پی آئی اے کی انتظامیہ نے اپنے ملازمین کے داڑھی رکھنے پر پابندی عائد کردی ہے۔ اس نے اپنے ملازمین کو صرف فرنچ کٹ داڑھی رکھنے کی ہدایت کی ہے اس سلسلے میں باضابطہ نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے جس میں خصوصی طور پر ایک خاکہ کے ذریعے فرنچ کٹ داڑھی کی وضاحت کی گئی ہے۔

تفصیلات کے مطابق (روزنامہ جسارت ۱۸/فروری) پی آئی اے کی انتظامیہ نے ۱۲/فروری کو جاری نوٹیفکیشن نمبر PSD/STD/FL/28/09 کے ذریعے ہدایت جاری کی ہے کہ انتظامیہ نے داڑھی کے تعلق سے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کی ہے اور اب کیبن عملہ کے مرد اراکین صرف فرنچ کٹ داڑھی رکھ سکتے ہیں۔ پی آئی اے کی انتظامیہ نے لمبی داڑھی رکھنے پر پابندی عائد کردی ہے جبکہ کیبن عملہ کے ملازمین نے اپنے تجربات کی بنیاد پر کہا ہے کہ باریش کیبن عملہ اراکین عام طور پر زیادہ محنتی ہوتے ہیں اور زیادہ ایمانداری سے کام کرتے ہیں۔ مسافر ان سے جلدی گھل مل جاتے ہیں۔ پی آئی اے کے ملازمین نے انتظامیہ کے اس فیصلے کو غیر شرعی قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کے اقدامات حکومت کی اس بین الاقوامی پالیسی کا حصہ ہیں جن کے تحت مغربی طاقتوں کو خوش کرنے کے لئے اسلامی اقدار کو مسخ کیا جارہا ہے۔ شرعی طریقے کے مطابق داڑھی رکھنے کے بجائے فرنچ کٹ داڑھی کی ہدایت اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ بھارت میں پولیس اور فوج میں مسلمانوں کے داڑھی رکھنے پر پابندی کی بحث چلتی رہتی ہے اب تو ان کو اور بھی تقویت حاصل ہوجائے گی کہ ایسے کسی بھی مسئلے میں بھارتی اور دوسرے غیر مسلم حکمراں مسلم حکمرانوں کی حرکتوں کو مثال بناکر پیش کرنے لگتے ہیں۔

یاد رہے کہ ماضی میں داڑھی مردوں کا خاص شعار ہوتا تھا، مسلمان ہی نہیں کافر اور مشرک بھی داڑھی رکھتے تھے۔ کمیونزم کا بانی کارل مارکس بھی داڑھی رکھتا تھا۔ انڈوچائنا کے ہوچی منہ کی بھی داڑھی تھی۔ لینن کی بھی داڑھی تھی۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ ہندو اپنے دیوتاؤں کی تصویریں اور بت ومجسمے تو کلین شیو بناتے ہیں لیکن ان کے بھگت اور آچاریہ عام طور سے باریش رہتے ہیں۔ پیغمبر اسلام نے مونچھیں کٹانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا اور داڑھی کٹانے کو (منڈانے کو نہیں کہ منڈانے کا تو اس زمانے میں تصور بھی کوئی نہیں کرسکتا تھا) مجوسیوں کی خصوصیت قرار دیا تھا۔ یہ صرف یورپ کا ریکارڈ ہے جس نے سب سے پہلے داڑھیوں کو منڈانے کو فیشن بنایا اور برصغیر ہندوپاک کی آرمی پر اب بھی رائل برٹش آرمی کے اثرات ہیں بلکہ اکثر اقدامات تو تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ اس کا تسلسل ہیں۔ چنانچہ افواج پاکستان کے تینوں شعبوں یعنی بری، بحری اور فضائی افواج کے کسی ایک سربراہ نے بھی کبھی اپنے چہرے پر داڑھی رکھنا گوارا نہیں کیا۔ جبکہ بھارتی آرمی کے جرنیلوں میں سکھ ہمیشہ اپنے مذہب کے پابند رہے ہیں۔ وہ پہلے بھی داڑھی رکھتے تھے اور آج بھی رکھتے ہیں کہ بھارتی فوج میں ایک مستقل سکھ رجمنٹ بھی ہوتی ہے اور یہاں کسی بھی کیڈٹ کالج یا دیگر تعلیمی اداروں یا محکموں کے دروازے کسی سکھ طالب علم یا ملازم پر محض اس لئے بند نہیں ہوئے کہ وہ داڑھی رکھتا ہے۔ البتہ پاکستان کی بحریہ کے جوانوں اور افسران کی اکثریت کے چہرے سنت رسولؐ سے مزین ہوتے ہیں اس لئے وثوق سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ افواج پاکستان میں داڑھی رکھنے کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض لوگ یہ ضرور کہتے ہیں کہ

باقی صفحہ ۸ پر

بلاتبصرہ

چھتیس گڑھ میں رمن سرکار کی جانب سے غریبوں کی بھلائی کے لئے دو روپے اور تین روپے میں چاول کی تقسیم میں پائی جانے والی بدنظمی کن کا بھلا کررہی ہے، جانتے ہوئے بھی سرکار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی چپی ان کی نیت کی چغلی کھارہی ہے۔ ہزاروں کروڑ کا یہ منصوبہ آخر ریاست اور عوام کو کہاں لے جائے گا؟ وجے لوڑھا، رائے پور

ہندوستان، ۱۰/مارچ ۲۰۰۹ء

خبر ونظر

ایک نئی پارٹی کا مقصد

"راشٹریہ آریہ راجیہ سبھا"، یہ ایک نئی سیاسی پارٹی کا نام ہے جسے آریہ سماجی لیڈروں نے قائم کیا ہے۔ یہ پارٹی لوک سبھا کے آئندہ انتخابات میں حصہ لے گی اور ہریانہ کی تمام دس نشستوں پر اپنے امیدوار کھڑے کرے گی۔ پارٹی تین ماہ قبل ہریانہ کے روہتک شہر میں قائم ہوئی تھی۔ اور الیکشن میں حصہ لینے کا مقصد؟ پارٹی کے بانیوں کے مطابق سیاست کو جرائم اور ہر قسم کی اخلاقی وسماجی برائیوں سے پاک کرنا ہے۔ پارٹی صرف اُن امیدواروں کو ٹکٹ دے گی جو صاف ستھرے کردار کے مالک ہوں، شراب اور تمباکو نوشی جیسی برائیوں سے محفوظ ہوں، مجرمانہ ریکارڈ نہ رکھتے ہوں، جن کا ماضی بے داغ ہو۔ ہندوستان ٹائمز (۱۱/مارچ) کی ایک رپورٹ کے مطابق امیدواروں کے انتخاب اور تیاری کے لئے پارٹی تربیتی کیمپ چلارہی ہے۔ مشہور آریہ سماجی رہنما سوامی اگنی ویش بھی اس پارٹی سے وابستہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ملک کا موجودہ معاشی نظام سرمایہ داروں کا طرفدار ہے لہٰذا ان کی پارٹی "ویدک سوشلزم" کے ذریعے اس نظام کو بدلنے کی کوشش کرے گی اور سماج کے غریب وکمزور طبقات کی حالت بہتر بنائے گی۔ سوامی جی یہ بھی کہتے ہیں کہ سیاست میں آریہ سماج کی نمائندگی صرف وہی لوگ کریں جو "ویدک سوشلزم" میں یقین رکھتے ہوں۔

یہ عزائم قابل قدر ہیں

یہ کہنا تو مشکل ہے کہ آریہ سماج اپنے کتنے امیدواروں کو کامیاب بناسکے گا۔ اس کی توقعات غالباً اس بنیاد پر ہیں کہ ہریانہ میں آریہ سماج کی جڑیں بہت مضبوط ہیں۔ تعلیم، خدمتِ خلق اور سماج سدھار کے میدانوں میں بھی اس کا اچھا خاصا کام ہے۔ لیکن قطع نظر اس سے کہ الیکشن میں اس کی کارکردگی کیا ہوگی، انتخابی سیاست کو جرائم اور اخلاقی برائیوں سے پاک کرنے کے اس کے عزائم قابل قدر ہیں۔ جماعت اسلامی یقیناً اس کا خیر مقدم کرے گی اس لئے کہ جماعت ملکی سوسائٹی کو اعلیٰ اخلاقی اقدار کی بنیاد پر استوار کرنا چاہتی ہے اور انتخابی سیاست کو اس کا ایک ذریعہ سمجھتی ہے۔ جماعت ۶۱ ساٹھ سال قبل اپنے قیام کے پہلے ہی دن سے کوشاں رہی ہے کہ ملک کی اجتماعی زندگی سے جرائم، ہر قسم کی اخلاقی ومعاشرتی برائیاں نیز نسلی، لسانی اور علاقائی عصبیتیں دور ہوں، ہر سطح کے قانون ساز ایوانوں میں دیانتدار اور صاف ستھرے کردار کے لوگ جائیں، مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ اچھے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں۔ اگر آریہ سماج کے مقاصد بھی یہی ہیں تو پھر اس کے اور جماعت اسلامی ہند کے مابین باہمی تعاون اور تال میل کی کوئی شکل ضرور پیدا ہونی چاہئے۔

اصلاح کی بنیادیں کیا ہوں؟

اس کے باوجود کہ آج کی انتخابی سیاست بے کرداروں کے ہاتھوں میں ہے، ملکی عوام کی بہت بڑی تعداد صاف ستھری سیاست کی خواہش مند پائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ عوام منظم نہیں ہیں، اس لئے بدعنوان سیاسی عناصر ان کا استحصال کرتے ہیں۔ لیکن اگر اس خاموش تعداد کو منظم اور متحرک کرنے کی کوشش کی جائے تو سیاسی نقشہ بدل سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ان تمام افراد اور گروپوں کو حرکت میں آنا ہوگا جو سیاست کو برائیوں سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ مشترک مساعی سے مقاصد جلد حاصل ہوسکتے ہیں۔ مثلاً جماعت اسلامی اور آریہ سماج کے ذمہ داران کسی متفقہ پروگرام کے تحت مل کر کام کریں۔ جب یہ صورت پیدا ہوگی تو پھر اس سوال پر بھی غور وخوض اور تبادلہ خیالات کی راہیں ہموار ہوں گی کہ آیا وہ کون سی ٹھوس بنیادیں ہیں جن پر عوام کو اخلاق و شرافت، دیانتداری، قانون کی پابندی اور ایک دوسرے کے لئے خیر سگالی پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ جماعت اسلامی کے پاس توحید، رسالت اور آخرت کی بنیادیں موجود ہیں جنہیں وہ اہل ملک کے سامنے پیش کرسکتی ہے۔ اسی طرح آریہ سماج بھی اپنا پروگرام پیش کرے۔ پھر ان میں اقدار مشترک تلاش کی جائیں۔ یہ بہرحال طے ہے کہ انسانوں کو ان کے رب کی طرف بلائے بغیر صاف ستھرے سماج کا قیام ممکن نہیں ہے۔ (پ ر)

اتحاد کی سیاست موقع پرستی کی شکار

انتخابی مفاہمت کی سیاست سے نہ صرف یوپی اے کی سب سے بڑی پارٹی کانگریس بلکہ این ڈی اے کی سب سے بڑی پارٹی بی جے پی بھی ان دنوں کافی پریشان ہیں۔ پندرہویں لوک سبھا کے لئے ہونے والے انتخابات میں ان کے مختلف ریاستوں میں نشستوں کی تقسیم کا مسئلہ اتنا پیچیدہ ہوگیا ہے کہ انتخابی اتحاد تک ختم ہونے کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ اس طرح کی صورتحال ایک دو نہیں بیک وقت کئی کئی ریاستوں میں ہے جس کی وجہ سے امیدواروں کا انتخاب نہیں ہو پارہا ہے۔

اگر بات یوپی اے کی کی جائے جس میں کانگریس، راشٹریہ جنتا دل، لوک جن شکتی پارٹی، جھارکھنڈ مکتی مورچہ، نیشنل کانفرنس، این سی پی، آر پی آئی، ترنمول کانگریس، ڈی ایم کے، پی ایم کے، کیرلا کانگریس (ایم) انڈین یونین مسلم لیگ اور سماج وادی پارٹی شامل ہیں تو اترپردیش کی ۸۰ نشستوں کے لئے کانگریس اور سماجوادی پارٹی میں تال میل نہیں ہو پارہا ہے۔ سماج وادی پارٹی پہلے کانگریس کو ۱۵ سے ۱۷ نشستیں دینا چاہتی تھی لیکن گزشتہ انتخابات میں ریاست کی دس نشستوں پر جیتنے والی کانگریس کو اس پر قناعت نہیں تھی۔ اب سماج وادی پارٹی اسے صرف چھ نشستیں دینا چاہتی ہے اور کانگریس یہ کہہ رہی ہے کہ اگر نشستوں کی تقسیم کا مسئلہ حل نہیں ہوا تو وہ ریاست کی تمام نشستوں پر الیکشن لڑے گی۔ ادھر بہار میں راشٹریہ جنتادل، کانگریس اور لوک جن شکتی پارٹی کے درمیان بھی نشستوں کی تقسیم نہیں ہو پارہی ہے۔ کانگریس ۴۰ میں سے ۸ جب کہ لوک جن شکتی ۱۲ نشستیں چاہتی ہیں جب کہ راشٹریہ جنتادل کانگریس کو پانچ اور لوک جن شکتی پارٹی کو ۱۲ سے زیادہ نشستیں دینے کو تیار نہیں ہے۔ مغربی بنگال میں حال ہی میں ترنمول کانگریس کے ساتھ ہوئے کانگریس کے اتحاد میں بھی نشستوں کی تقسیم ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ کانگریس ریاست کی ۴۲ میں سے ۱۶ نشستوں پر لڑنا چاہتی ہے جب کہ ترنمول کانگریس اسے صرف ۸ سے ۱۲ نشستیں دینا چاہتی ہے۔ بڑی مشکل سے وہ بائیں محاذ کے کنٹرول والے کچھ اور علاقے کانگریس کو دینے پر راضی تو ہوئی لیکن کانگریس ان علاقوں میں لڑنا نہیں چاہتی۔ مہاراشٹر میں تو یوپی اے اور این ڈی اے دونوں اتحاد پر خطرے کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ این سی پی سودے بازی پر آمادہ ہے۔ وہ ریاست کی ۴۸ میں سے ۲۴ اور دیگر ریاستوں میں ۲۱ نشستیں چاہتی ہے، کانگریس سے صرف مہاراشٹر میں ۲۱ نشستیں دینا چاہتی ہے۔ این سی پی کی بات چیت شیوسینا سے بھی چل رہی ہے اور شیوسینا نے وزارت عظمیٰ کے لئے این سی پی کے مراٹھی منش شرد پوار کی حمایت کی ہے

باقی صفحہ ۸ پر

سہ روزہ دعوت کے شمارہ ۲۸/فروری ۲۰۰۹ء میں ایک مضمون سود کے خاتمہ کے لئے تجاویز جناب عبدالودود کا شائع ہوا۔ یہ پورا مضمون نیک نیتی سے لکھا ہوا ایک جذباتی مضمون ہے، جس میں بنکوں کے میدانِ عمل پر کوئی توجہ نہیں ہے۔ اس موضوع پر قرآن کریم کی درج ذیل آیات قابل توجہ ہیں۔

قرآن کریم کی آیت احل اللّٰہ البیع وحرم الربوا۔ سے بلاشبہ سود کے قطعاً حرام ہونے کا مطلب نکلتا ہے اور مفسرین نے اس سے سود لینا اور دینا دونوں حرام قرار دیا ہے۔ یہ مفہوم اس منطق کے ذریعہ نکالا گیا ہے کہ جب دینے والا سود دے گا تب ہی تو لینے والا لے سکے گا، لیکن کسی مسئلہ پر جب تک قرآن کریم کی جملہ آیات پر ایک ساتھ غور نہ کرلیا جائے۔ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مکہ میں سود پر روپیہ دینے کا رواج تھا جو بالعموم کاروباری مقاصد کے لئے لیا جاتا تھا۔ یقیناً۔ کچھ مسلمان بھی اس کام میں ملوث ہوں گے، جس کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسری تمام آیات اور ان کے سیاق وسباق سے یہ امر واضح ہے کہ یہ آیات سود لینے سے متعلق ہیں سود دینا تو ایک مجبوری کی چیز ہوتا ہے قرض انسان انتہائی حالتِ مجبوری میں اپنی شدید ضروریات کے لئے لیتا ہے۔ یہ حالتیں کبھی ذاتی ضروریات مثلاً بچوں کی شادی بیاہ، مکان کی تعمیر وغیرہ ہوتی ہیں اور کبھی بغرض تجارت بھی اس امید پر کہ منافع سے سود ادا کرکے بھی کچھ منافع بچ سکے گا، لیا جاتا ہے۔

خود اسلامی فقہ اکیڈمی دہلی (قائم کردہ جناب قاضی مجاہدالاسلام مرحومؒ) کا فیصلہ جو اس کے دوسرے سیمینار منعقدہ ۸ تا ۱۱/دسمبر ۱۹۸۹ء جامعہ ہمدرد دہلی کا فیصلہ درج ذیل ہے جو اس کی کتاب کے صفحہ ۲۵ پر چھپا ہے، یہی ''بعض خاص حالات میں عذر کی بنیاد پر سود ادا کرکے قرض لینے کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ کون سا عذر معتبر ہے اور کن سا نہیں اور کون سی حالت قابل لحاظ ہے اور کون سی قابل لحاظ نہیں۔ اس سلسلے میں معتمد اصحاب افتاء کے مشورے پر عمل کیا جائے۔ اب اس ضمن میں قرآن کریم کی دوسری آیات پر بھی غور کرلیا جائے کہ جو اس امر کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ سود لینا اور دینا دو علیحدہ علیحدہ عمل ہیں اور ان کو مساوی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ سود لینا ایک خود اختیاری عمل ہے جس سے وہ کسی کو بلاسودی قرض دے کر بچ سکتا ہے اور یہ کار ثواب ہوگا۔

(۱) سورہ بقرہ آیت ۲۷۵ پارہ ۳ رکوع ۶، ترجمہ از تلخیص تفہیم القرآن ''جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے مخبوط الحواس بنادیا ہو اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے وہ آئندہ سود خوری سے باز آئے اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔''

تشریح ۳۳۱، رہن برائے قرض میں شے مرہونہ سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص رہن رکھے ہوئے مکان میں رہتا ہے یا کرایہ پر اٹھاتا ہے تو دراصل سود کھاتا ہے۔ یہ قرض پر براہ راست سود لینے اور رہن پر رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانے میں اصولاً کوئی فرق نہیں ہے البتہ جانور کا دودھ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس سے سواری اور بار برداری بھی لی جاسکتی ہے کیونکہ دراصل یہ چارے کا معاوضہ ہے جو مرتہن اس جانور کو کھلاتا ہے۔

سورہ آل عمران آیت ۱۳۰ پارہ ۴، رکوع ۵، ''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو یہ بڑھتا اور چڑھتا سود (سود در سود) کھانا چھوڑو اور اللہ سے ڈرو امید کہ فلاح پاؤ گے اس آگ سے جو کافروں کے لئے مہیا کی گئی ہے اللہ اور اس کے رسولوں کی اطاعت کرو۔'' (سورہ روم پارہ ۲۱، رکوع ۱۷، آیت ۳۹) ''جو سود تم دیتے ہوتا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہوکر وہ بڑھ جائے اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا۔'' بلاشبہ یہ آیت اس امر کی ہدایت ہے کہ سود پر قرض حاصل کرنے سے بچا جائے غالباً اس وقت بیت المال سے بلاسودی قرض کا انتظام ہوگا مندرجہ بالا قرآنی آیات کا عام مفہوم سود لینے سے ہی ہے دینے کے مفہوم کا تعین نہیں ہے۔ اس اعتبار سے مفسرین کی یہ تفسیر کہ

اسلامی بینکاری اور سودی نظام

حکیم ظل الرحمن، دھلی

حرّم الربوا سے دینا بھی حرام ہوجاتا ہے کمزور معلوم لگتی ہے۔ لہٰذا اس موضوع پر دو علیحدہ علیحدہ صورتوں پر غور کرنا ہوگا۔

(۱) سود لینے کے حرام ہونے اور لینے والے کے جہنمی ہونے میں تو کوئی شبہ ہے ہی نہیں خواہ کوئی فرد واحد لے، بینک یا کوئی دوسرا ادارہ لے، یا حکومت لے اس کا فعل حرام ہی شمار ہوگا۔ حرمت میں کس کا کیا درجہ ہوگا یہ فیصلہ خدا ہی کے یہاں ہوگا، اس پر ہمیں رائے زنی کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں بخاری شریف جلد اوّل باب ۳۹۰۔ ا۔ حدیث نمبر ۲۲۲۸ کی یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں گیا۔ میرا آپ پر کچھ قرض تھا آپ نے وہ دیا اور کچھ زیادہ بھی غالباً جزاء الاحسان الاحسان کے مترادف تھا۔ سود نہیں تھا، اب دوسری شکل ہے سود دینا، یہ کسی قرض کے نتیجے میں ہوتا ہے۔

(۱) انسان قرض کسی شوق میں لیتا نہیں ہے بلکہ زندگی کی ایسی مجبوریوں میں لیتا ہے جن میں اسے اپنے سماجی فرائض ادا کرنے ہی ہوتے ہیں، مثلاً بچوں کی شادیاں، تعمیر مکان، بچوں کے تعلیمی اخراجات کی کفالت وغیرہ وغیرہ۔ (۲) دوسری شکل صنعتی اور کاروباری ضرورتیں (۳) فیکٹری کی تعمیر مشینیں وغیرہ کی خریداری وغیرہ۔

> **اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ مکہ میں سود پر روپیہ دینے کا رواج تھا جو بالعموم کاروباری مقاصد کے لئے لیا جاتا تھا۔ یقیناً۔ کچھ مسلمان بھی اس کام میں ملوث ہوں گے، جس کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسری تمام آیات اور ان کے سیاق وسباق سے یہ امر واضح ہے کہ یہ آیات سود لینے سے متعلق ہیں سود دینا تو ایک مجبوری کی چیز ہوتا ہے قرض انسان انتہائی حالتِ مجبوری میں اپنی شدید ضروریات کیلئے لیتا ہے۔ یہ حالتیں کبھی ذاتی ضروریات مثلاً بچوں کی شادی بیاہ، مکان کی تعمیر وغیرہ ہوتی ہیں اور کبھی بغرض تجارت بھی اس امید پر کہ منافع سے سود ادا کرکے بھی کچھ منافع بچ سکے گا، لیا جاتا ہے۔**

(۲) سرمایہ جاریہ (Running Capital) کی ضرورت آج کے دور میں کسی بڑے کارخانے کے قیام کے لئے سیکڑوں کروڑوں روپیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا بیشتر حصہ فکسڈ اثاثوں میں (Fixed Asses) مثلاً عمارت اور مشینری میں ہی جامد ہوجاتا ہے۔ اس قدر بڑی رقم کمپنی کے حصص کی فروخت سے حاصل نہیں ہوپاتی کیوں کہ نئی کمپنی کا صنعتی دنیا میں کوئی اعتماد نہیں ہوتا۔ لہٰذا بہت کم لوگ اس کے حصص کے خریدار ہوتے ہیں ایسی حالت میں سوائے حصول قرض جو حکومتی اداروں یا بنکوں سے سود پر ملتا ہے کہ لینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ ایک بڑا کارخانہ کم از کم ایک ہزار افراد کو روزگار مہیا کردیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ معیشت میں بہتری پیدا ہوتی ہے، خود اسلام نے تجارت کو دس میں سے نو حصہ ذریعہ رزق قرار دیا ہے۔ لہٰذا ایسے کاروباری خانے قائم کرنا خود ایک دینی خدمت بھی شمار ہوگی بشرطیکہ نیت بھی فائدہ پہنچانے کی ہو۔ میرے علم میں دہلی کی ایک مسلمان کمپنی جس پر بالعموم مختلف بینکوں، سرکاری اداروں کا تقریباً ڈھائی سو کروڑ روپیہ بالعموم قرض رہتا ہے۔ اور یہ امر صرف اسی کمپنی پر منحصر نہیں ہے بیشتر کاروباری ادارے اپنا کام اسی قسم کے قرضوں سے اس لئے چلاتے ہیں کہ کثرت سرمایہ جاریہ کی وجہ سے کاروبار کا فروغ ہوتا ہے اور زیادہ منافع ملتا ہے اور سود حاصل شدہ منافع کا چوتھائی بھی نہیں ہوتا جو اسی منافع سے بہ آسانی ادا ہوجاتا ہے اور یہ امر بھی خاص ہے کہ قرض مانگنے کہیں جانا نہیں پڑتا بلکہ دینے والے آپ کے پاس آکر دس سہولتیں دینے کی درخواست کرتے ہیں۔

جس کمپنی کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے اس کا سالانہ کاروبار ایک ہزار کروڑ کا ہے اور منافع اگر دس فیصد بھی لگایا جائے تو سو کروڑ ہوگا اور ۱۵/فیصد سے ۲۵۰ کروڑ کا ایک سال کا سود ۳۷ کروڑ پچاس لاکھ ہوگا۔ اس طرح پھر بھی کمپنی کو باسٹھ کروڑ پچاس لاکھ کا منافع ہوگا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس قرض کے بغیر نہ اس قدر وسیع کاروبار ہوسکتا ہے اور نہ ہی جس قدر افراد کو روزگار مہیا ہوسکتا ہے، اس قدر روزگار کے مواقع مہیا فراہم ہوسکتے ہیں۔ مذکورہ بالا کمپنی میں تقریباً ایک ہزار افراد کی وابستگی ہے۔ کبھی کبھی حکومت قرضوں پر سود کا بار کم کرنے کے لئے Subsidy بھی دیتی ہے تو سود کا بار اور کم ہوجاتا ہے۔ کسی کمپنی کو قرضوں کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ حصص کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوتی ہے وہ فیکٹری کی عمارت، مشینوں کی خریداری اور دیگر بہت سے مستقل اثاثوں میں منجمد ہوچکی ہوتی ہے۔ فروخت شدہ مال کی قیمت ایک مخصوص مدت کے بعد وصول ہوتی ہے جو بالعموم بینکوں کے ذریعہ ۹۰ یوم ہوتی ہے۔ خام مال کی خریداری اور تیار شدہ مال موجود برائے فروخت میں سرمایہ منجمد ہوجاتا ہے۔ اس طرح کروڑوں روپیہ کا مال بازار میں پھیلا ہوا رہتا ہے جس کی قیمت بہت بعد میں ملتی ہے۔ اس لئے ہر کمپنی کو اپنی ضرورت کے لئے سرمایہ جاریہ Running Capital کی ضرورت پڑتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر سود کی حرمت کی وجہ سے قرض نہ لیا جائے تو نہ تو اس قدر انسانوں کو روزگار فراہم ہوسکتا ہے اور نہ ہی ملکی معیشت کے فروغ میں کوئی تعاون اور کردار ادا ہوسکے گا۔ جو خود ملک کی ضرورت ہے اور بہت سے ضرورت مندوں کو اپنی ضروریات کی اشیاء کی دستیابی سے محروم ہونا پڑے گا۔

ان امور کی روشنی میں مندرجہ بالا آیات کے مجموعی مفہوم پر غور فرمائیں تو یہ واضح ہوگا کہ اصلاً سود لینا حرام ہے۔ دینا تو مجبوری ہے۔ دینے کے لئے ایک مثال پر توجہ فرمالیں یہودی قوم سود خوری کے لئے مشہور ہے اور مدینہ کے یہودی سود ہی پر قرض دیا کرتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے ایک دن قبل کا واقعہ ہے کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو (کل ۷۵ کلو) کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی وہ چھڑائی ہے یہ تحقیق تشنہ ہے کہ یہ قرض سودی تھا یا بغیر سودی، لیکن رہن رکھنے میں یہ امکان زیادہ ہے کہ قرض سودی ہو، ورنہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ہوتا تو زرہ گروی ہی کیوں رکھتا۔ لہٰذا یہ امر واضح ہے کہ سود لینا اور دینا دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں اور قرآن کریم کی آیات سود لینے کو حرام قرار دیتی ہیں البتہ سود پر قرض لینے سے بچنے کی بھی ہدایت کرتی ہیں۔ اس موضوع پر بخاری کی مذکورہ حدیث بھی قابل توجہ ہے۔ اب دوسرا سوال آتا ہے کہ کرنسی کی قدر وقیمت میں گراوٹ کا۔ پہلے تو یہ سمجھا جائے کہ کسی کرنسی کی قدر وقیمت کس طرح متعین ہوتی ہے۔ کرنسی کی مقدار × کس قدر ہاتھوں میں استعمال ہوئی = کل کاروبار خرید وفروخت۔ کرنسی میں صرف نوٹ ہی شامل نہیں ہوتے، ہنڈی اور دوسری دستاویز ٹیلی فون پر مال سپلائی اور اس کی ادائیگی بذریعہ اندراج کھاتہ جات، کریڈٹ کارڈ وغیرہ سب کرنسی میں شامل ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ صرف سونا چاندی ہی کرنسی میں شمار ہوتا تھا۔ کاروباری وسعتیں محدود تھیں نوٹ کے اجراء کے وقت ابتداً یہ طے ہوا کہ نوٹ جاریہ کی مقدار کے بقدر، ریزروبینک سونا اپنے پاس محفوظ رکھے گا۔ پھر ۱۹۴۲ء میں طے ہوا کہ صرف ۴۰ فیصد قیمت کا سونا محفوظ رکھا جائے اور اب ایسی کوئی قید نہیں ہے۔ ریزروبینک کی اپنی مرضی ہے کہ جس قدر چاہے محفوظ رکھے۔ اس ضمن میں ہم ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی کے ایک مضمون کا ایک اقتباس ذیل میں پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

''یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام نے حقوق وواجبات کی پوری ادائیگی پر نہایت زور دیا ہے دور حاضر میں افراط زر نے جو مشکلات پیدا کی ہیں اس سے یہ سوال بھی سامنے آیا ہے کہ افراط زر کی وجہ سے جو روپیہ کی قوت خرید روز بروز گرتی جارہی ہے تو کیا ادائیگی کے مختلف معاہدات مثلاً اجرت، مہر، پنشن، ادھار فروخت اور قرض وغیرہ میں روپے کی قوت خرید سے صرف نظر کرتے ہوئے سال دو سال یا کئی سال قبل طے شدہ رقم کی اسی تعداد میں واپسی سے عدل وانصاف کے تقاضے ادا ہوتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ زر جس کا اصل وظیفہ لین دین کا ذریعہ ہوتا اور جس کی اصل قدر وقیمت اس کی قوت خرید ہے کئی ایک شے یا چند اشیاء کی قیمتوں سے مربوط کرکے وقت ادائیگی ہوتا ہے کہ جو قوت خرید معاملہ کے وقت دی گئی تھی وہی واپسی بھی ہو مثلاً صاحب معاملہ اپنے حساب کو سونے سے وابستہ کردے کہ آج کے تیس ہزار روپے ۶۰ گرام سونے کے برابر ہیں چار سال بعد ۶۰ گرام سونے کی جو قیمت ہوگی وہی واپس کرنی ہوگی واضح رہے کہ یہ تجارتی سود سے مختلف چیز ہے، اس ضمن میں صاحب مضمون نے مزید لکھا ہے، کہ معاملات میں زر کی حقیقی مالیت کا خیال کرنا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس مثال سے واضح ہے جس میں انہوں نے خوں بہا کے رقم کو بڑھا دیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خوں بہا کے سو اونٹ یا اس کے مساوی آٹھ ہزار درہم تھے بعد میں حضرت عمر فاروقؓ نے یہ کہہ کر اب اونٹ مہنگے ہوگئے ہیں یعنی درہم کی قوت خرید گھٹ گئی ہے خوں بہا کے سو اونٹوں کے برابر دس ہزار درہم قرار دیئے۔ احناف میں امام ابو یوسفؒ، حنابلہ میں ابن تیمیہ کا یہی موقف ہے کہ جب فلوس میں وہ ثمنیت باقی نہیں رہی تو ان کے بدلے میں جو مساوی مالیت ہوتی ہے وہی ادا کرنی ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ کے اس موقف سے حقیقی مالیت کے اعتبار سے اور اشاریہ کے تصور کی کسی قدر تائید ہوتی ہے۔ اب اس ضمن میں دارالعلوم دیوبند کا ایک فتویٰ جو میرے ایک سوال کے جواب میں دیا گیا ہے ملاحظہ فرمالیں۔ فتویٰ نمبر ۴۰۸ باسمہ سبحانہ ۱۹۹۷ء سے قبل کسی تاریخ کا ہے۔

(بحوالہ ردمختار وشامی) اگر دو شخصوں کے درمیان نقدین یا اس کے علاوہ سکہ نافقہ رائجہ پر قرض کا معاملہ ہوا جس کو ثمن عرفی کی حقیقت حاصل ہے اور ادائیگی قرض کی براضی طرفین ایک مدت متعین ہوئی جب ادائیگی کا وقت آیا تو اس سکہ کی قیمت جو قرض کا معاملہ کرتے وقت تھی اس سے کم ہوگئی تو اب مستقرض کے ذمہ یوم القبض والی قیمت دینی ہوگی یا اس وقت کی صرف کم شدہ قیمت دینی ہوگی۔ سو حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک یوم القبض کی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اور اس کی یوم القبضہ کی مالیت کا اعتبار کرتے ہوئے جتنے سکے آج بنیں گے اتنے سکے مستقرض کے ذمہ واجب الاداء رہیں گے۔ حضرت امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اس مسئلہ میں مفتی بہ ہے امام ابو یوسفؒ کے قول ثانی میں قیمت کا اعتبار بیع کے دن یا قرض لینے کے دن فلوس پر قبضہ کا دن شمار ہوگا اسی قول پر فتویٰ ہے۔ شامی ج: ۴، ص: ۳۳۵) مالکیہ کے یہاں بھی ایک قول ہے کہ قیمت کے اُتار چڑھاؤ کا اعتبار کیا جائے گا۔ (مولانا عتیق بستوی استاد ندوۃ العلماء لکھنؤ) رہن (قرض) کی ادائیگی جس وقت شرعاً واجب ہوگی ہے اس وقت طے شدہ روپیوں کی جو قوت خرید تھی اس کا حساب لگا کر مقروض ادا کرے گا (نظام الفتاویٰ جلد اوّل ص ۳۳۲، مولانا نظام الدین صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) قرض میں لئے ہوئے نوٹوں کی قرض لینے کے زمانے میں جتنی چاندی ملتی، یا جتنا سونا ملتا اتنی چاندی یا اتنے سونے میں جتنے نوٹ بوقت ادائیگی ملیں اتنے ہی دینے ہوں گے۔ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صدر مدرس دارالعلوم سبیل السلام حیدر آباد) نقصان کا ازالہ کیا جائے گا۔ اب مزید سوال باقی رہتا ہے اسلامی بینکنگ کا۔ یہ مسئلہ گزشتہ دس سال سے بھی زائد مدت سے علماء کے زیر غور ہے اور ابھی تک کوئی جامع اسکیم جو آج کے بینکنگ کا متبادل نظام بن سکے نہیں آئی البتہ ملائشیا میں کوئی تجربہ ہوا ہے جس کی تفصیلات ہمارے سامنے نہیں ہیں اور انگلستان میں بھی ۱۵، اسلامی بینکنگ کے ادارے قائم ہوئے ہیں لیکن ان سب کا دائرہ کار بہت محدود ہے یہ موجودہ نظام کے متبادل نہیں ہیں، البتہ معاون ضرور ہیں۔ موجودہ بینکنگ کا دائرہ کار درج ذیل ہے:

ذرائع آمدنی

(۱) حصص کی فروخت (۲) کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقوم (۳) سیونگ بنک اکاؤنٹس میں جمع شدہ رقوم۔ کرنٹ اکاؤنٹ میں اگر جمع شدہ رقم ہمہ وقت ایک متعین مقدار میں رہے تو کوئی خرچ وصول نہیں کیا جاتا بصورت دیگر اخراجات وصول ہوتے ہیں فکسڈ ڈپازٹ میں جمع شدہ رقوم لیکن بالعموم یہ بہت کم آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ سیونگ بینک کھاتوں میں سود دینا پڑتا ہے یہ سود یا ادائیگی ترغیب حصول سرمایہ کے مقصد کے لئے ہوتی ہے تاکہ بینک کے پاس دوسروں کو قرض دینے کے لئے سرمایہ ملتا رہے۔ (۴) دیئے گئے قرضوں پر سودی آمدنی، ہی کسی بنک کی سب سے زیادہ آمدنی کا ذریعہ ہے۔ (۵) مختلف ٹرانزیکشن، چیک ہنڈی وغیرہ پر چارجز، یہ آمدنی بھی بہت مختصر ہوتی ہے (۶) ریزرو بنک میں سیکورٹی کے طور پر جمع شدہ رقم پر سود یہ رقم بھی بہت زیادہ نہیں ہوتی۔ اب بینکوں کے اخراجات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مختلف معاملات پر سود پر دیئے جانے والے قرضہ جات بعض حالات میں خاص کر کارخانوں اور کاروباری اداروں کو دی جانے والی رقومات کا اگر پورے ہندوستان میں شمار کیا جائے تو یہ کھربوں تک پہنچے گی۔ اس قدر بڑی رقم نہ حصص سے حاصل ہوسکتی ہے اور نہ کوئی حکومت فراہم کرسکتی ہے۔ یہ صرف ترغیب سود کی بنیاد پر فکسڈ ڈپازٹ کے ذریعہ یا سیونگ بنک کھاتوں کے ذریعہ ملتی ہے۔ (۲) اخراجات اسٹاف، عمارت، اسٹیشنری وغیرہ (۳) سود کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ قرضہ جات کی اقساط کی واپسی بروقت ہوجاتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اسلامی بنک جس میں کوئی سود نظام نہ ہو تو جو مسائل پیش آئیں گے وہ درج ذیل ہوں گے ان کا حل کیا ہوگا (۱) سرمایہ کا حصول جس سے بنک چلایا جائے گا کہاں سے آئے گا؟ (۲) آمدنی کا ایسا ذریعہ جو بنک کے اخراجات کی کفالت کرسکے کیا ہوگا؟ (۳) کیا کوئی اسلامی بنک موجودہ بینکوں کے قرضوں کی ادائیگی کا متبادل بن سکے گا؟ ان سوالوں کا جواب ہنوز نفی میں ہے۔ سرمایہ کا مطلوبہ حصول صرف حصص کی خرید اور کرنٹ وسیونگ بنک اکاؤنٹس بلاسودی کے ذریعہ ناممکن ہے اس ذریعہ سے صرف اس قدر سرمایہ ممکن ہے جس سے چھوٹے موٹے قرضے دیئے جاسکیں۔ لیکن اس سے بڑا سوال بنک کے اخراجات کا ہے، یہ رقم کھاتوں کے چارجز سے وصول ہونا ممکن ہی نہیں۔ ملازمین کی تنخواہیں انسانی ضروریات کے لحاظ سے ادا ہوتی ہیں جب کہ کھاتوں پر اخراجات کی کفالت کرسکے۔ لہٰذا کوئی بھی اسلامی بنک موجودہ بنکوں کے قرضوں کی ادائیگی کا متبادل ادارہ نہیں بن سکے گا، جو کچھ ممکن ہے وہ اسی قدر ممکن ہے جس قدر ہندوستان میں الامین کے ادارے خدمت انجام دے رہے ہیں، وہ لوگوں کو اشیاء کی خریداری میں اس طرح معاونت دیتے ہیں یعنی وہ شے ابتداءً الامین کے نام خریدی جاتی ہے، اشیاء کی قیمت اس شخص کے نام بطور قرض درج ہوتی ہے، اور وہ چیز خریدار کو بطور کرایہ دے دی جاتی ہے اب یہ شخص ہر ماہ کرایہ اور کچھ اصل قرضہ کی قسط ادا کرتا ہے۔ جس قدر اصل رقم قسط کے ذریعے ادا ہوجاتی ہے اسی کے بقدر کرایہ کم ہوجاتا ہے اسی طرح ایک وقت میں کرایہ ختم۔ قرض بیباق اور شے کی ملکیت اس شخص کی طرف منتقل کردی جاتی ہے۔ ایک اور شکل یہ بھی ہے کہ اسلامی بنک اپنا فاضل سرمایہ کاروباری اداروں میں بحیثیت شرکت لگائے اور اس کے منافع میں شریک ہو لیکن آج کی کاروباری دنیا میں بددیانتی چارٹرڈ اکاؤنٹوں کے ذریعہ غیر حقیقی بیلنس شیٹوں کی تیاری کی وجہ سے کاروباری شرکت میں یہ سب باعث نقصان ہوسکتا ہے۔ صنعتی اداروں کی بازاری قیمتوں میں بہت اُتار چڑھاؤ رہتا ہے ایک وقت میں ایک ایکسپورٹ کمپنی کا دس روپیہ کا شیئر ۱۲۰ روپیہ میں فروخت ہوا، اور ایک وقت آیا کہ کوئی دو روپیہ فی شیئر کا بھی خریدار نہیں تھا۔ خود حکومتی ادارے یونٹ ٹرسٹ انڈیا کا یہ حال ہے کہ ایک وقت خود میں نے انکم ٹیکس میں تخفیف کی خاطر دس ہزار روپیہ کے حصص خریدے، ۵ سال بعد مجھے ۳۹,۰۰۰ روپیہ ملے ایک ہی سال بعد میرے ایک عزیز کو دس ہزار کے حصص کے بدلے صرف ۸۰۰۰ روپے ملے۔

اسلامی بینکنگ میں ایک سوال یہ بھی آئے گا کہ رقومات کی جمع وواپسی بشرح کی وزیادتی قدر وقیمت زر ہو، تاکہ ڈپازٹ کرنے

باقی صفحہ ۷ پر

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر

ام عائشہ الخبر

درود وسلام سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لئے جو ہمارے رہبر ورہنما اور مرشد ومعلم بن کر اس کائنات میں تشریف لائے اور جن کی سیرت ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ وہ عظیم ہستی جن کی محبت کے بغیر ایمان کی تکمیل ہی نہیں، جن کی اطاعت کو اللہ اپنی اطاعت قرار دے، جن کی رضا کو اللہ اپنی رضا قرار دے، جن کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی، وہ جو ہم سب کا معلم، ہم سب جن کی شفاعت کے امیدوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کے بارے میں کہا گیا۔

محمد کی محبت دین حق کا شرط اوّل ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اللہ کے رسول کی نافرمانی کرنے والوں پر کہیں پتھروں کی بارش ہوئی کہیں آندھی آئی تو کہیں زمین میں دھنسا دیئے گئے خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی جس کی بدولت آپ کی امت کو قیامت تک باقی رہنا ہے ورنہ اس اُمت میں تو آج ہر قوم کی بُرائی موجود ہے۔ ہم غور تو کریں اپنی حالت پر۔ رسول اللہ کی امت ہونے کا، اپنے رسول سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن آپ کی باتوں کو ماننے کو تیار نہیں یا افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ چند نعتوں کا نذرانہ پیش کرکے سمجھ لیتے ہیں کہ آپ کی محبت کا حق ادا ہوگیا۔ یا ربیع الاوّل کے مہینے میں میلاد منا کر یا وہ غیر ضروری خرافاتی رسوم ادا کرکے جن کی دین میں کوئی حقیقت نہیں ہے، مطمئن ہوگئے کہ ہم عاشق رسول ہیں۔ جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''جو کچھ رسول تمہیں دے دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کردیں اس سے رُک جاؤ۔'' (الاحزاب: ۱۷) ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بس اُسے ہی عظیم کامیابی ملی۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری حیات مبارکہ کے ہر کام اور ہر بات میں اطاعت کی جائے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر وہ آدمی جس نے انکار کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کون ہے انکار کرنے والا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا جس نے میری نافرمانی کی پس اُس نے انکار کیا۔ آپؐ کی اطاعت اور محبت میں صحابہ کرام کے واقعات اور کردار سے اسلامی تاریخ منور وروشن ہے۔ ہم ان کو پڑھ کر اور سن کر لذت تو لیتے ہیں مگر کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم آپؐ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں؟

جب کہ چھوٹی چھوٹی سنتوں پر سفر میں حضر میں چلتے پھرتے، سوتے جاگتے چند منٹوں میں آسانی سے عمل کرکے آپؐ کی اطاعت اور شفاعت کے حقدار بن سکتے ہیں۔

(۱) مسواک:

ایک ایسی سنت ہے جس میں نہ مال خرچ ہوتا ہے نہ وقت اور نہ مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو مسواک کو لازمی قرار دے دیتا۔ آپ کی اپنی اُمت پر حد درجہ رحم دلی، اور خیر خواہی کا یہ عالم ہے جب کہ خود آپؐ دن میں کئی بار مسواک فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت بھی اس سنت سے غفلت نہیں برتی۔ مسواک کرکے وضو کرنے کا اجر نماز کے اجر کی گناہ زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ خواتین بھی چند منٹ کی اس سنت کو محبت اور شوق کے ساتھ اپنی زندگی میں معمول بناسکتی ہیں۔

(۲) صبح وشام کے اذکار

سونے اور جاگنے کے آداب اور دعاؤں کا اہتمام گھر سے نکلتے اور داخل ہوتے وقت کی دعائیں بیت الخلاء اور بازار جاتے وقت کی دعائیں غرض کہ جو کام دن میں کئی بار عمل میں آتے ہیں ان میں تھوڑی سی توجہ سے ہم اپنے لئے دنیوی اور اُخروی دونوں فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

(۳) کھانے سے قبل ہاتھ دھونا

مہذب دور میں دوسری حیوانی عادتوں کے ساتھ ساتھ ہاتھ دھونے کی سنتوں اور برکتوں سے بھی ہم محروم ہوتے جارہے ہیں۔ کھڑے ہوکر کھانا کھانے اور کھڑے ہوکر پانی پینے کے ساتھ پانی موجود ہوتے ہوئے بھی ٹشو پیپر پر گزارا کرلینا۔ فیشن اور موڈرن اور سویلائزڈ ہونے کی پہچان قرار دی جاتی ہے۔ بسم اللہ پڑھ کر کھانا، کھانے میں نقص نہیں نکالنا اللہ کا شکر کرنا کھانے کی قدر کرنا، اسراف سے بچنا۔

(۴) پانی پینے کی سنتیں

پانی کو دیکھ کر، بیٹھ کر، بسم اللہ پڑھ، تین سانس میں پیالے پھر الحمدللہ کہنا گویا کہ اگلاس پانی پینے میں ہم ۳-۴ سنتوں کی ادائیگی کرکے اپنے اعمال نامے کو وزنی کراسکتے ہیں۔

(۵) اسی طرح کھانے کی ان چیزوں کو پسند کرنا جو آپ کو پسند تھیں، مثلاً، کھجور، سرکہ، کدو، شہد، دودھ، جو وغیرہ۔ ہم کیسی امت ہیں کہ اپنے نبی کا طریقہ پسند نہیں، لباس پسند نہیں، طعام پسند نہیں، غیروں کی تقلید میں گندگی بھی پسند ہے اور اُس کے استعمال میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں۔

(۶) اسی طریقے سے عبادات میں آپؐ کی سنتیں، معاملات، معاشیات میں، معاشرت میں غرض کہ زندگی کے ہر پہلو پر اگر ہم تھوڑی سی توجہ کرلیں تو کتنا بہترین سودا ہوجائے۔

(۷) پیر اور جمعرات کے روزے

ایام بیض کے روزے رکھنے کا اجر پورے سال کے روزے کے اجر کے برابر ہے۔ روحانی فائدے کے ساتھ ساتھ جسمانی فائدہ بھی روزے کے بے شمار ہیں۔ محبت کے بغیر اطاعت ہو نہیں سکتی، شوق کے ساتھ عمل کیا جائے تو اس کی قدر ہوتی ہے۔ بے دلی سے عمل محض عادت رہتی ہے۔ عبادت نہیں، اذان کو دہرانا اور اس کے بعد کی دعاؤں کا پڑھنا شفاعت کا حقدار بناتی ہے۔

(۸) گھر والوں کو، خاندان والوں کو، پڑوسیوں اور ملنے جلنے والوں کو ہر اس شخص کو جو آپ سے ملے یا آپ اُس سے ملیں اللہ کے دین کو اُس کے رسولؐ کی سنتوں کو بتاتے جائیں، سناتے جائیں، پہنچاتے جائیں کہ بلغوا ولو آیة کا حق ادا کرنے میں شمار ہوجائے۔ حضرت حسن بصریؒ پڑھا کرتے اور رویا کرتے تھے کہ تم سے تو وہ کھجور کا تنا ہی بہتر تھا جو حبیب کی جدائی میں رو پڑا تھا۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ ایک صحابیہ نے منبر تعمیر کرکے بھجوایا تو آپؐ جس تنے کے سہارے ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے تو اس تنے کے اندر سے رونے اور سسکیوں کی آواز آنے لگی۔

آپؐ منبر پر سے اُترے اور تنے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا تو وہ چپ ہوگیا تنے کو دنیا مطلوب نہیں تھی، آپ کا ساتھ چاہئے تھا اور آپ کا ساتھ جنت کی ضمانت ہے۔ آج ہم میں کتنے ایسے شیدائی ہیں جو آپ کی رفاقت وپڑوس کے لئے سسکتے ہوں، روتے ہوں، تمنا کرتے ہوں، کوشش کرتے ہوں؟ ہم اپنے گھر میں رحمت وبرکت، گناہوں کی بخشش، فتنوں سے نجات، قبر میں روشنی، جنت میں آپ کا ساتھ چاہتے ہیں تو اپنا ہر قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اٹھائیں۔ اپنے محبوب کی ہر ہر ادا اور ایک ایک سنت پر ساری زندگی عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ آپ نے فرمایا ''جس نے میری سنت کو نظر انداز کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

(بخاری ومسلم)

●●

دعوت

۱۶؍مارچ ۲۰۰۹ء

آئینی عہدوں پر سیاست

ایسے وقت جب تمام سیاسی پارٹیاں اگلے ماہ سے پانچ مرحلوں میں ہونے والے عام انتخابات کی تیاریوں میں مصروف ہیں، ان کی نظر اس پر بھی رہے گی کہ پہلے مرحلہ کے انتخابات کرانے کے بعد ریٹائر ہونے والے چیف الیکشن کمشنر این گوپال سوامی کے جانشین نوین چاولہ بقیہ چار مرحلوں کے انتخابات اپنی نگرانی میں کس طرح کراتے ہیں اور وہ اپنی آئینی ذمہ داریاں کس طرح نبھاتے ہیں، نیز مسٹر گوپال سوامی کی جگہ پر تیسرے الیکشن کمشنر کا تقرر انتخابات کے دوران ہی کیا جاتا ہے یا فی الحال دو ہی الیکشن کمشنروں سے کام چلایا جائے گا اور تیسرے کا تقرر اگلی حکومت اپنی صوابدید کی بنیاد پر کرے گی۔ اس سے قبل خبر یہی آتی تھی کہ یوپی اے سرکار انتخابات کے اعلان سے پہلے مسٹر گوپال سوامی کے جانشین کا فیصلہ کرسکتی ہے لیکن اس نے نہیں کیا۔ شاید ہوسکتا ہے کہ نوین چاولہ کی غیر جانبداری اور ایمانداری پر اٹھنے والے سوالات اور اپوزیشن بی جے پی کے اعتراضات اور انہیں الیکشن کمشنر کے عہدے سے ہٹانے کی گوپال سوامی کی سفارش کی وجہ سے اپنے فیصلے کو کچھ دنوں کے لئے ملتوی کردیا ہو۔

۹۶-۱۹۹۰ء کے دوران جب ٹی این سیشن الیکشن کمشنر تھے جنہوں نے اپنے آئینی اختیارات کا بڑے پیمانے پر استعمال کرکے سب سے پہلے الیکشن کمیشن کی طاقت کا احساس سیاسی پارٹیوں اور عوام کو کرایا تھا، اس وقت الیکشن کمیشن ان کی تاناشاہی اور حد سے زیادہ سختی کی وجہ سے سیاسی پارٹیوں میں متنازعہ بنا ہوا تھا اور تنازعہ کو دور کرنے کے لئے حکومت نے یک رکنی سے سہ رکنی الیکشن کمیشن بنا کر اکثریت کی رائے سے فیصلے کا پابند بنایا جس کی پابندی مسٹر سیشن نے تو نہیں کی لیکن ان کے بعد اسی فارمولے پر اب تک عمل ہو رہا ہے۔ تازہ تنازعہ موجودہ الیکشن کمشنر اور مسٹر گوپال سوامی کے ریٹائرمنٹ کے بعد بننے والے چیف الیکشن کمشنر نوین چاولہ کی کانگریس سے قربت پر ہے۔ ان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ کانگریس سے قریب ہونے کے باعث وہ جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ چیف الیکشن کمشنر گوپال سوامی نے جن پر بی جے پی سے قریب ہونے کا الزام ہے، صدر جمہوریہ سے مسٹر چاولہ کو ہٹانے کی جو سفارش کی تھی اس کی بھی بنیاد یہی تھی کہ ان کا رول غیر جانبدار نہیں ہوتا۔ مرکزی حکومت کے کہنے پر صدر جمہوریہ نے مسٹر گوپال سوامی کی سفارش مسترد کردی، اسی کے ساتھ مسٹر چاولہ کے چیف الیکشن کمشنر بننے کی راہ ہموار ہوگئی۔ لیکن فی الحال تو یہ معاملہ دب گیا لیکن مستقبل میں پھر اٹھ سکتا ہے۔ بی جے پی نے کہا بھی ہے کہ وہ مسٹر چاولہ کی حرکات وسکنات پر باریکی سے نظر رکھے گی اس لئے مستقبل میں ان کے اقدامات اور فیصلے میں ذرا بھی جانبداری نظر آئی تو اپوزیشن پارٹیاں ہنگامہ کرسکتی ہیں۔

حالیہ عرصے میں جس طرح راج بھون متنازعہ بنا ہے الیکشن کمیشن بھی متنازعہ بنتا جارہا ہے کیونکہ جس طرح گورنروں کا تقرر سیاسی مفادات کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے، اسی طرح الیکشن کمشنر کا تقرر کیا جارہا ہے۔ مرکز کی حکمراں جماعت راج بھون ایسے لوگوں کو بھیجتی ہے جو صدر راج کی صورت میں پچھلے دروازے سے حکومت کا ذریعہ بنتے ہیں اور اگر ریاستی حکومت مخالف جماعتوں کی ہوتی ہے تو گورنر حکومت کے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے جس سے بسا اوقات ریاستی حکومت اور راج بھون میں ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوجاتی ہے۔ اسی طرح الیکشن کمیشن میں مرکز کی حکمراں جماعت وفادار نوکر شاہوں کو بھیجتی ہے تاکہ وہ انتخابات میں پارٹی کے لئے آسانیاں پیدا کریں اور مخالف جماعتوں کے لئے پریشانیاں کھڑی کریں۔ بسا اوقات تو یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد چیف الیکشن کمشنر باقاعدہ کسی سیاسی پارٹی میں شامل ہوجاتا ہے جیسا کہ ایم ایس گل نے کیا اور وہ مرکزی وزیر بھی بن گئے۔

دراصل خرابی نظام میں ہے۔ ابھی تک ایسا کوئی ضابطہ نہیں بنایا گیا ہے جس کے تحت گورنر یا الیکشن کمشنر کا تقرر ہو، سب کچھ مرکزی حکمراں جماعت کی پسند وناپسند پر منحصر ہے۔ بس تقرر کی ایک خانہ پری ہے جس کی پابندی کی جاسکتی ہے، جس طرح مرکزی حکومت مختلف محکموں کے سکریٹریوں کا تقرر کرتی ہے۔ الیکشن کمیشن کا تقرر بھی بالکل ویسا ہی ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کے لئے ایک اسکریننگ کمیٹی بنادی جاتی ہے جو ان ناموں کو حتمی شکل دے دیتی ہے جنہیں حکومت الیکشن کمشنر بنانا چاہتی ہے پھر صدر جمہوریہ اس پر اپنی منظوری کی خانہ پری کردیتا ہے۔ سیاسی پارٹیوں کے درمیان ہی آج تک اس پر اتفاق نہیں ہوسکا کہ گورنر اور الیکشن کمشنر کے تقرر کا فارمولہ کیا ہونا چاہئے۔ اور انہیں اپنی ذمہ داری کس طرح نبھانی چاہئے۔ کئی بار پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ اٹھا اس پر بحث بھی ہوئی لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ سیاسی پارٹیاں گورنر اور الیکشن کمشنر کے تقرر پر شور اس وقت مچاتی ہیں جب وہ اسے سیاسی عینک سے دیکھتی ہیں۔ ہر پارٹی جب خود ہی موقع سے فائدہ اٹھانے کے انتظار میں رہتی ہے تو اصلاح کی امید کس سے کی جاسکتی ہے۔ جب الیکشن کمشنر کے انتخابات پر سوال اٹھایا جارہا ہے تو اس کی نگرانی میں ہونے والے انتخابات پر سوال اٹھنا فطری ہے۔

تیسرے محاذ کو پھر سے زندہ کرنے کی کوشش کتنی کارگر ہوگی؟

تیسرے محاذ کا خوف یوپی اے اور این ڈی اے کو تو ہے لیکن محاذ میں شامل پارٹیوں کی وفاداری پر یقین نہیں کیا جاسکتا

اب جب کہ لوک سبھا کے انتخابات ہونے والے ہیں، تیسرے محاذ کو زندہ کرنے کی کوششیں نئے سرے شروع ہوگئی ہیں۔ سی پی آئی (ایم) کے جنرل سکریٹری پرکاش کرات کا کہنا ہے کہ ہم لوک سبھا انتخابات میں غیر کانگریس اور غیر بی جے پی پاریوں کو متحد کرکے نیا متبادل کھڑا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، یہ کوششیں کتنی کامیاب ہوں گی اور نیا متبادل کتنا دیرپا ہوگا۔ یہ تو انہوں نے نہیں بتایا البتہ یہ ضرور کہا کہ اگلے کچھ دنوں میں کچھ اور سیاسی پارٹیاں کانگریس اور بی جے پی اتحاد سے اپنا رشتہ منقطع کرکے اس نئے اتحاد میں شامل ہوسکتی ہیں۔

پہلے کانگریس پھر کانگریس اور بی جے پی کا متبادل پیش کرنے کی اب تک کتنی کوششیں ہوچکی ہیں اور ابھی تک یہ تجربہ ملکی سیاست میں ناکام ہی ثابت ہوا ہے۔ ۸۰ کی دہائی میں جب پہلی بار سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ نے کانگریس کا متبادل کھڑا کرنے کی کوشش کی تھی تو ایسا لگ رہا تھا کہ یہ فارمولہ ملکی سیاست کو نئی سمت دے گا اور مخلوط حکومت کے دروازے کھول کر کانگریس کو ایک عرصے کے لئے اقتدار سے دور کردے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسٹر سنگھ نے اس وقت راشٹریہ مورچہ تشکیل دے کر ایمرجنسی کے بعد پہلی بار ملک میں کانگریس کا ایک ایسا متبادل کھڑا کیا تھا جس نے کانگریس کو اقتدار سے باہر کا راستہ دکھایا اور ملک میں مخلوط حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس مورچہ نے ملکی سیاست کو نئی سمت تو دے دی اور مخلوط حکومت کے لئے دروازے بھی کھول دیئے لیکن اس مورچہ میں شامل پارٹیوں اور لیڈران نیز اسے باہر سے حمایت کرنے والی دائیں بازو کی بی جے پی اور بائیں بازو کی کمیونسٹ پارٹیوں کے نظریات میں ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث وہ تجربہ اپنے آپ میں ناکام رہا۔

وی پی سنگھ کے بعد چندر شیکھر وزیر اعظم بنے لیکن ان کو بھی حالات کے سامنے اقتدار چھوڑنا پڑا۔ لیکن اس تجربے سے کانگریس اور بی جے پی نے فائدہ اٹھا کر کم از کم دوبارہ مرکز میں حکومت بنائی۔ کانگریس نے پہلے ۱۹۹۱ء میں پھر ۲۰۰۴ء جب کہ بی جے پی نے ۱۹۹۸ء اور ۱۹۹۹ء میں۔ اس دوران ۱۹۹۶ء کے عام انتخابات کے بعد جب لوک سبھا معلق ہوگئی تو ۱۹۸۹ء کے وی پی سنگھ کے تجربے کو پھر دہرایا گیا اور گیارہویں لوک سبھا میں اندر کمار گجرال اور ایچ ڈی دیوے گوڑا کی سربراہی میں دو بار متحدہ محاذ کی حکومت بنی لیکن درمیان ہی میں گرگئی، اس طرح کانگریس اور بی جے پی کا متبادل دوبارہ اقتدار کی دہلیز پر پہنچا لیکن اقتدار کی مدت پوری کرنے میں ناکام رہا۔ وی پی سنگھ نے جنتادل کے نام سے جو پارٹی یا راشٹریہ مورچہ کے نام سے جو اتحاد تشکیل دیا تھا، نہ تو وہ اتحاد رہا اور نہ ہی ان کی اپنی بنائی ہوئی پارٹی، ان کی پارٹی کے تو اتنے ٹکڑے ہوگئے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا تو اور مشکل ہے۔ کچھ اسی طرح کا حشر متحدہ محاذ کا ہوا تھا۔

تیسرا محاذ بنانے کی کوششیں ہر بار الیکشن کے وقت شروع ہوتی ہیں اور الیکشن کے خاتمہ کے ساتھ وہ محاذ بھی ختم ہوجاتا ہے۔ اس سے قبل اس طرح کا محاذ صدارتی الیکشن کے وقت بنایا گیا تھا۔ تھوڑی بہت کوششیں یوپی اے سرکار سے بائیں محاذ کی حمایت واپسی اور تحریک اعتماد کے وقت بھی دیکھنے کو ملی تھیں لیکن دونوں بار وہ کارگر ثابت نہیں ہوئیں۔ اس بار بھی لوک سبھا انتخابات کے وقت تیسرا محاذ بنانے کی جو کوشش بائیں محاذ کررہا ہے اس کا بھی مستقبل کچھ اچھا اور نتیجہ خیز نظر نہیں آرہا ہے کیونکہ یہ محاذ کسی پالیسی اور پروگرام کے تحت نہیں بنایا جارہا ہے۔ بلکہ مختلف علاقائی پارٹیوں کو جن کا اپنی اپنی ریاست میں ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مرکز میں بی جے پی کی سربراہی والے این ڈی اے اور کانگریس کی سربراہی والے یوپی اے کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جارہا ہے جب اس محاذ کی کوئی واضح پالیسی اور پروگرام نہیں ہوگا اور نہ ہی پارٹیاں کسی اصول کی پابند ہوں گی تو یوپی اے اور این ڈی اے کے لئے بوقت ضرورت اس محاذ کو توڑنا مشکل نہیں ہوگا۔

تیسرے محاذ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ بار بار بنتا ہے اور بگڑتا ہے اس لئے آج تک کانگریس اور بی جے پی کا متبادل نہیں بن سکا۔ جو لوگ اس محاذ کو بنانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، خود ان کی نیت یہی ہوتی ہے۔ درپیش حالات سے مقابلہ کے لئے وقتی طور پر اسے بنایا جائے اور جیسے ہی وہ حالات گزر جائیں، تیسرے محاذ متبادل کو ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا جائے۔ ۱۹۹۸ء میں جب یہ محاذ ناکام ہوا تھا تب سے تیسرا محاذ صحیح معنوں میں زبانی دعووں سے آگے نہیں بڑھ سکا جیسا کہ صدارتی الیکشن، یوپی اے سرکار کی تشکیل اور تحریک اعتماد کے وقت دیکھنے کو ملا۔ جن پارٹیوں کو ساتھ لے کر تیسرا محاذ بنانے کی باتیں کی جاتی ہیں۔ وہ کبھی کانگریس کے ساتھ نظر آتی ہیں تو کبھی بی جے پی کے ساتھ اور جب ان دونوں پارٹیوں کے ساتھ بات نہیں بنتی ہے تو تیسرا محاذ بنانے کی باتیں کرنے لگتی ہیں۔ جب وہ خود ہی سیاسی فائدے کے تحت ادھر سے اُدھر کرتی رہتی ہیں تو تیسرا متبادل کس طرح کھڑا کرپائیں گی۔ اس بار بھی تیسرے متبادل میں جن پارٹیوں کی شمولیت کی بات کہی جارہی ہے ان میں سے تقریباً سبھی پارٹیاں کانگریس یا بی جے پی اور دونوں کی حلیف رہ چکی ہیں۔ اے آئی اے ڈی ایم کے کی لیڈر جے للیتا تیسرے محاذ میں شامل ہونے کے باوجود ابھی سے کانگریس کے ساتھ اتحاد کے اشارے دے رہی ہیں۔ دیگر پارٹیاں بھی ان کے نقش قدم پر چل کر عام انتخابات کے بعد ضرورت اور وقت کے لحاظ سے کانگریس یا بی جے پی کا دامن تھام سکتی ہیں۔ اتنا تو طے ہے کہ تیسرے محاذ کا خوف این ڈی اے اور یوپی اے دونوں کو ہے لیکن خود تیسرا محاذ اپنے بل بوتے پر عام انتخابات میں اتنی نشستیں نہیں لاسکتا کہ وہ اقتدار پر قابض ہوجائے۔ جب صورتحال یہ ہوگی تو اس کا مستقبل بھی غیر یقینی ہوگا۔ ●●

انتخابات- مسلمانوں کو فہم وبصیرت سے کام لینا ہوگا

۱۵؍ویں لوک سبھا کے لئے جنرل الیکشن کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے اس کے ساتھ ہی بہت سے لوگ اور گروپ سیاست کے میدان میں سرگرم ہوگئے ہیں۔ یہ سیاسی لیڈر اور گروپ وہ بھی ہیں جو مدت دراز سے سیاست میں سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں جب کہ کچھ لوگ وہ ہیں جو دوسرے لیڈروں کی مجلسوں میں شرکت کرکے ہی سیاست کے اکھاڑے کے پہلوان بن گئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ دوسروں کے تابع فرمان بن کر رہے ہیں کہ ان کے سہارے اسمبلی یا پارلیمنٹ میں ایک دو بار پہنچ گئے تھے اور وہاں ہمیشہ مہر بلب ہی بنے رہے اور ان لیڈروں اور پارٹیوں نے جتنا کہا ان لوگوں نے اتنا ہی کیا۔ اپنا کچھ وجود نہیں بنایا اپنی کوئی شناخت نہیں بنائی بکاؤ مال اور زر خرید غلام سے زیادہ اپنی کوئی حیثیت نہیں بنائی۔ ان لیڈروں اور پارٹیوں کو ان کی طاقت وقوت اور حیثیت کا پتہ ہے۔ اس لئے اب انہوں نے آم کی طرح نچوڑ کر بے کار چھلکے کی طرح پھینک دیا ہے تو میدان میں قسمت آزمائی کے لئے کود پڑے ہیں حالانکہ انہیں خود اپنی طاقت وقوت اور اہمیت معلوم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں کچھ لوگ کسی نمبر دو کے کاروبار سے یا باپ دادا کی وراثت سے دولت وثروت کے مالک ہوگئے ہیں اور اپنے سامنے سیاسی لیڈروں کو سیاست کے بازار کے طفیل صاحب دولت وثروت ہوتے دیکھ کر اس منڈی میں اپنی بولی لگا کر کچھ مزید حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں اب یہ لوگ خود کو عوام کا ہمدرد ثابت کریں گے اپنے سابق آقاؤں سمیت دوسرے لیڈروں کی نالائقیوں پر روشنی ڈالیں گے۔ ان کی شکایات کریں گے خود کو ان سے ’’بہتر‘‘ ثابت کرنے کے لئے نعرہ بازیاں کریں گے۔

اس طرح کے لوگ مسلمانوں میں سے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے درد وغم میں تڑپتے پھریں گے۔ اب سے پہلے انہیں مسلمانوں کا کوئی زخم کوئی درد معلوم نہیں ہوا تھا انہوں نے خود مسلمانوں کو زخم لگانے اور نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا لیکن اب مسلمانوں کے غم میں آٹھ آٹھ آنسو بہائیں گے۔ خود کو مسلمانوں کا سب سے بڑا ہمدرد اور بہی خواہ ظاہر کریں گے مسلمانوں کے مسائل ایک ایک کرکے گنائیں گے۔ ان مسائل کو حل کرنے کے دعوے کریں گے اور حل صرف ایک ہی بتائیں گے کہ مسلمان ہر طرف سے آنکھ بند کرکے ان کو ووٹ دے دیں۔ نہ ان کے ماضی کو دیکھیں نہ ان کے کردار پر دھیان دیں، نہ ان کی سرگرمیوں کو یاد کریں صرف ان کی باتوں پر یقین کریں نہ یہ دیکھیں کہ ان کو ووٹ دینے سے مسلمانوں کا فائدہ ہوگا یا نقصان ہوگا کہ حلقۂ انتخاب میں ان کی کیا پوزیشن ہے؟ خود مسلمانوں کے کتنے ووٹ ہیں کہ کیا صرف مسلمانوں کے ووٹ دینے سے وہ فتحیاب وکامران ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ اور غیر مسلموں کے وہ ووٹ لے سکیں گے یا نہیں۔ اور نہ یہ دیکھیں کہ مسلمانوں کے ان کو ووٹ دینے سے فائدہ کس کو ہوگا اور نقصان کس کو ہوگا۔ نہ یہ دیکھیں کہ ان کو صرف الیکشن کے زمانہ میں پہلوانی کرنے کے لئے کس نے مقویات فراہم کرائی ہیں۔ وہ کس کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں ان کے لئے تار کہاں سے ہلائے جارہے ہیں۔

آزاد بھارت کی خاص طور سے شالی بھارت کی مسلم قیادت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہاں لیڈروں کے اندر کبھی خود اعتمادی نہیں رہی۔ وہ محض دوسروں کے ہاتھوں کا کھلونا بنے رہے ہیں انہوں نے خود مسلمانوں کے ساتھ بھی کوئی خاص رابطہ نہیں رکھا۔ انہوں نے عوام کے اندر اپنی جڑیں مضبوط کرنے کی کبھی کوئی کوشش نہیں کی۔ وہ عوام سے اپنے روابط مضبوط کرنے کی بجائے اپنے سیاسی آقاؤں کو خوش کرنے پر ہی اپنی توانائیاں صرف کرتے رہے ہیں اس طرح ابن الوقت اور موقع پرست ہی بنے رہے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی ترقی اور فلاح وبہبود پر عملاً کوئی توجہ نہیں دی۔ کبھی کبھار خاص طور سے الیکشن قریب آنے پر بیان بازیاں ضرور کرتے رہے ہیں جن میں کچھ مسلمانوں کو وعظ ونصیحت ہوتی ہے تو کچھ لعن وطن اور طنز وتشنیع لیکن نہ خود کبھی تعلیمی ادارے قائم کئے نہ تعلیمی اداروں کے قیام کی راہ سجھائی نہ اس کے لئے کوئی تحریک چلائی نہ حکومت سے مسلم علاقوں میں تعلیمی ادارے قائم کرنے کے لئے مطالبات کئے نہ اس سلسلہ کی سرکاری اسکیموں کو مسلم علاقوں میں نافذ کرانے پر توجہ دی حتی کہ یوپی اے حکومت نے مسلم کثیر آبادی والے اضلاع میں اسکول وکالج کھولنے کی جس اسکیم کا اعلان کیا نہ اس کے بارے میں کوئی جانکاری حاصل کرنے کی کوشش کی نہ ان تعلیمی اداروں کے بارے میں یہ پتہ لگایا کہ مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے لئے شروع کئے جانے والے یہ تعلیمی ادارے غیر مسلم علاقوں میں کیوں کر قائم کردیئے گئے۔ نہ مسلمانوں کو سیاست میں مضبوط ومستحکم پوزیشن کے ساتھ آگے لانے کے لئے قربانی کے جذبہ کے ساتھ کام کیا ہاں اگر کسی نے اس راہ میں کوئی بات زبان سے نکالی تو اس کی ٹانگ کھینچنے اور اس کی زبان بند کرنے میں کبھی کوئی سستی نہیں کی۔ نہ مسلمانوں کی اقتصادیات بہتر بنانے کے لئے عملی اقدامات کئے نہ معاشرے کی اصلاح پر کس دردمندی کا اظہار کیا مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے خاص طور سے الیکشن کے زمانے میں ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ●●

اقلیتوں کے تئیں ہمدردی محض دکھاوا نہ ہو

ممبئی- نیشنل کمیشن فار بیک ورڈ کلاسز حکومت ہند کے رکن عبدالعلی عزیزی نے مہاراشٹر کے مختلف اضلاع کا دورہ کرنے اور گہرائی سے جائزہ لینے کے بعد مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ کو ایک دس نکاتی میمورنڈم پیش کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مہاراشٹر میں پسماندہ طبقات اور خصوصاً اقلیتوں کی تعلیمی واقتصادی حالت نہایت خستہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر ضلع میں ایک اقلیتی آفیسر کا تقرر کیا جائے تاکہ اقلیتوں کے مسائل فوری طور پر حل کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ سچر کمیٹی اور رنگ ناتھ مشرا کمیٹی کی رپورٹ میں پوری طرح واضح ہوگیا ہے کہ مسلمانوں کی حالت دلتوں سے بھی بدتر ہے، اس لئے مہاراشٹر حکومت کو چاہئے کہ کرناٹک اور کیرلا کی طرح مسلمانوں کو ملازمتوں اور سیاسی نمائندگی کے لئے دس فیصد ریزرویشن دیا جائے۔ نیز مولانا آزاد اقلیتی مالیاتی ترقیاتی کارپوریشن قائم کیا جائے جس کو ۵۰۰ کروڑ روپے دیا جائے اور چھوٹے ومتوسط اداروں کو فی پروجیکٹ ۵ لاکھ روپے سے ۲۵ لاکھ روپے دیے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اقلیتوں کو ترقیاتی اسکیموں کی بروقت باخبری اور بیدار کرنے کے لئے حکومت مہاراشٹر کو چاہئے کہ ایک ایڈوائزری کمیٹی تشکیل دے جس کی سربراہی گورنر چیف سکریٹری کریں اور سبھی محکموں کے سکریٹری کو اس کو اس کا ممبر نامزد کیا جائے۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ اگر یہ کمیٹی تشکیل پاتی ہے تو اقلیتوں کو ترقیاتی اسکیموں کی بروقت جانکاری مل سکے گی اور یہ اطلاعات گراس روٹ تک پہنچیں گی نیز ان سے اقلیتی طبقہ کے لوگ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا پائیں گے۔ انہوں نے ریاستی حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ او بی سی سرٹیفکیٹ اقلیتی طبقہ کو جاری کرنے کی کارروائی کو آسان بنایا جائے کیونکہ اقلیتی طبقہ کے لوگ وہ سرٹیفکیٹ ہی حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت نے کثیر اقلیتوں والی آبادی والے اضلاع کے لئے جو رقم مختص کی ہے اس کا ۵۰ فیصد تعلیم اور صحت کے شعبہ میں خرچ کیا جائے اور اس کو یقینی بنایا جائے۔ او بی سی کے تعلق سے تشکیل پانے والے سبھی کمیشن اور کارپوریشن میں مسلمانوں کی نمائندگی ۸۵ فیصد ہونی چاہئے۔ انہوں نے حکومت مہاراشٹر سے کہا ہے ریاستی پولیس فورسز میں مسلمانوں کے ۱۵ فیصد تقرر کو یقینی بنایا جائے۔ اوقاف کی جائدادوں پر سرکاری اور غیر سرکاری ناجائز قبضوں کو لے نہایت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اوقافی جائدادوں کو ضابطہ بند کیا جائے اور ناجائز قبضوں کو فوراً ہٹایا جائے اور اوقافی جائدادوں پر مسلمان طلبہ وطالبات کے لئے ہاسٹل تعمیر کئے جائیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ او بی سی طبقہ کے لئے جو فنڈ مختص ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے حکومت کو چاہئے کہ اطلاعات بہم پہنچائے اور مسلمانوں کو بیدار کرے۔ انہوں نے اپیل کی ہے کہ جذباتی معاملوں میں پیش پیش ہونے کی بجائے ترقیاتی امور پر توجہ دیں اور حکمت عملی سے اپنی ترقی کی رفتار تیز کریں۔

بش پر جوتا پھینکنے والے کو ۳ سال کی قید

بغداد- بغداد کی ایک عدالت نے اس عراقی رپورٹر کو ۳ سال قید کی سزا سنائی جس نے سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش پر جوتے پھینکے تھے۔ بغداد یہ ٹیلی ویژن کے صحافی منتظر الزیدی کو یکایک اس وقت عالمی شہرت حاصل ہوگئی تھی جب ماہ دسمبر میں ایک پریس کانفرنس میں اس نے بش پر جوتے پھینکے اور انہیں کتا کہا تھا۔ زیدی کے وکلاء کی ٹیم کے سربراہ ضیاء السعدی نے اس فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ سزا سخت ہے اور قانون کے مطابق نہیں۔ لہٰذا وہ اپیلی عدالت سے رجوع کریں گے۔

دعوت

ایک غیر معمولی پیشکش

جماعت اسلامی ہند کے ساٹھ سال

تحریک اسلامی کی یگانہ روزگار شخصیات کے تجربات ومشاہدات کی روشنی میں

● جماعت اسلامی ہند کا قیام اور اس کا پس منظر ● حالات اور مسائل ● ساٹھ سالہ سفر کا اتار چڑھاؤ
● مشکلات اور آزمائشیں ● تجربات ومشاہدات ● خدمات ● اہداف ● پیش رفت

جماعت کی بزرگ، تجربہ کار اور جہاں دیدہ شخصیات کے احساسات کی روشنی میں ایک دستاویزی پیشکش جس سے ملک میں تحریک اسلامی کی بنیادوں اور اس کی تاریخ کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور تحریک کو مضبوط اور مزید فعال بنانے میں رہنمائی حاصل ہوگی۔

صفحات 250 | تاریخ اشاعت ۲۸؍مارچ ۲۰۰۹ء | قیمت-/50 روپے

ایجنٹ حضرات مطلوبہ تعداد سے جلد از جلد مطلع فرمائیں

فکر معاصر

لوک سبھا الیکشن اور مسلمان

الیکشن کمیشن نے پارلیمانی انتخابات کے ساتھ ہی آندھرا پردیش کی ریاستی اسمبلی کے لئے بھی انتخابات کے پروگرام کا اعلان کردیا ہے۔ یوں تو ہر الیکشن سارے ملک کے لئے کسی نہ کسی لحاظ سے اہم ہوتا ہے تاہم پارلیمانی انتخابات کی بات ہی اور ہے اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کے لئے یہ انتخابات بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ آزادی کے بعد سے مسلمانوں کو انتخابات سے قبل وعدے تو بہت ملتے ہیں لیکن یہ ایسے وعدے تھے جو ''کیے ہی گئے تھے بھلا دینے کے لئے'' اس طرح مسلمانوں کے ہاتھ کچھ نہیں آیا اور اگر کچھ ہاتھ آیا تو صرف پریشانیاں اور مسائل۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے بے حد ضروری ہے کہ اس بار اپنی روش بدلیں، اپنی قدیم روایات سے گریز کرتے ہوئے اس بار کچھ ایسی حکمت عملی اختیار کریں جس سے ان کو کچھ فائدہ ہو، کیونکہ مسلمانوں کو بہ حیثیت قوم دہشت گرد قرار دینے کی کوششیں نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں عروج پر ہیں۔ نائن الیون کے واقعہ کے بعد امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے نام پر جو مسلم دشمنی شروع کررکھی ہے اس کا اثر ہندوستان میں یو پی اے حکومت کے دور میں این ڈی اے کے دور حکومت کے مقابلے میں زیادہ ہی پڑا ہے اور دہشت گردی میں جس طرح مسلمانوں کو ملوث کیا گیا ہے وہ کسی بھی حکومت کے لئے تاریخ کا سیاہ باب ہے۔

مسلمانوں کے مسائل کے حل کے سلسلے میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ بھلے ہی کل ہندسطح پر مسلمانانِ ہند متحدہ ہوکر ایک پلیٹ فارم پر جمع نہ ہوسکیں بلکہ یہ صورت تو ریاستی سطح پر بھی آسان نہیں ہے اس صورت میں ایک صورت یہی رہ جاتی ہے کہ مسلم پرسنل لابورڈ آگے بڑھے اور مسلم مسائل کے تعلق سے مختلف سیاسی جماعتوں سے مذاکرات کرے اور مسلم مسائل پر ان کا موقف، رجحانات اور نقاط نظر کا جائزہ لے اور سیاسی جماعتوں سے مسلم مسائل کے حل کے لئے ان کے وعدے کے مطابق ان کے ارادوں، نقاط نظر اور عزائم کو ان کے منشور میں شامل کروائے بلکہ ممکن ہو تو تحریری معاہدے بھی کرے اور مسلمانوں کو اپنی رائے اور مشوروں سے آگاہ کرے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ مسلم پرسنل لابورڈ کی رائے سے سارے مسلمان خاص طور پر سیاسی قائدین اتفاق نہ کریں لیکن عام مسلم ووٹر پر اب بھی مسلم پرسنل لابورڈ کا خاصہ اثر ہے۔ مختلف سیاسی جماعتیں نہ سہی مذہبی جماعتیں اس میں شامل ہیں۔ اس طرح اگرچہ پارٹیاں بھی اناپ شناپ وعدے کرکے ووٹ حاصل کرنے کی کوشش تو کریں گی مگر بعد میں ان کو اپنے وعدوں کا کچھ نہ کچھ احساس تو ضرور ہوگا۔ مسلمانوں کو یہ بھی دیکھنا ہے کہ مسلمان، مسلم ارکان پارلیمان کی کارکردگی کا سختی سے جائزہ لیں اور اس کے بعد ہی ان کے بارے میں فیصلے کریں۔ مسلم رائے دہندگان کا المیہ یہ ہے کہ ان کے منتخب کئے ہوئے نمائندے بعد میں یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ وہ صرف مسلمانوں کے نمائندے نہیں ہیں۔ ایسے ارکان پارلیمان کو مسترد کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ کچھ مسلم ارکان صرف اپنے مفادات کی ترجمانی کرتے ہیں اور جو باتیں ان کو پارلیمان کے ایوان میں کہنی چاہئے وہ پارلیمانی سے باہر کرکے خود کو مخلص نمائندہ ثابت کرتے ہیں۔

ان سب سے بچنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں آزمائے ہوئے اور کچھ نہ کرنے والوں کو مسترد کرکے نئے لوگوں کو آزمانا چاہئے۔ ان کو بھی موقع دینا چاہئے کہ ایک ہی تجربہ بار بار کرنا بے معنی ہے۔ ایک اہم چیز یہ ہے کہ ہر سیاسی جماعت پر زور دینا چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو ایسے انتخابی حلقوں سے ٹکٹ دے جہاں سے ان کے منتخب ہونے کے امکانات روشن ہوں اور یہ نہ ہو کہ کوئی جماعت اپنا ٹکٹ تو بے شمار مسلمانوں کو دے دے لیکن وہ امیدوار ایسے کمزور ہوں جو کامیابی حاصل ہی نہ کرسکتے ہوں یا ان کو ایسا حلقہ دیا جائے جہاں ان کی کامیابی کا امکان ہی نہ ہو۔ اس طرح مسلمانوں پر احسان تو ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو ٹکٹ دیئے گئے لیکن کامیاب بہت کم ہوسکیں گے۔ اسی طرح ہر ریاست میں مسلمانوں کو ان کی آبادی کے لحاظ سے ہر پارٹی کو اپنا ٹکٹ دینا چاہئے۔ ان ہی وجوہ کی بناء پر پارلیمان اور اسمبلی میں مسلمان ارکان کی تعداد کم سے کم ہوتی جارہی ہے۔ مسلمانوں کے ٹکٹ کا حصول اور معقول حلقہ انتخاب کے تعین کے لئے ہمارے پاس اب وقت بہت کم ہے۔ (منصف حیدرآباد)

پیغمبر اسلامؐ اور تعلیم نسواں

محمد حسام اللہ شریفی

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کا آغاز اقراء کے لفظ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ انسان کو قلم کے ذریعے تعلیم دی گئی اور اسے وہ کچھ سکھایا گیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اس طرح پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم سے ناآشنا عرب کے ماحول میں ایک علمی تحریک کی ابتداء کی۔ اس مدرسۂ علم وحکمت سے فارغ ہونے کے بعد لوگ علم میں رسوخ کے بلندتر درجے کے حامل سمجھے جاتے تھے۔ علم میں رسوخ کے لئے سمع وبصر اور قلب ونظر سے بھی کام لینے کا درس دیا گیا اور اگر کوئی ان ذرائع سے علم حاصل کرنے سے محروم رہا تو اسے چوپائے سے بھی بدتر قرار دیا گیا اور فرمایا گیا: ''یہ لوگ چوپائے سے بھی گئے گزرے ہیں''۔ (القرآن: خالق کائنات نے جس انسان کو ''احسن تقویم'' قرار دیا، اگر وہ علم وحکمت کے تقاضوں کے مطابق اپنا تزکیۂ نفس اور علم سے اپنے آپ کو آراستہ نہ کرسکے تو پھر وہ انسانیت کے پست ترین مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برپا کردہ علمی تحریک، عقائد میں انقلابی تبدیلی کے ذریعے فکر ونظر کو بدل کر رکھ دیتی تھی۔ اس علمی تحریک کا مقصد محض حروف والفاظ کی نوشت وخواند نہ تھی بلکہ عمل صالح کا حصول تھا۔

یہ اسی علمی تحریک کا فیضان تھا کہ جاہلیت کے ماحول سے نکل کر نور توحید کی روشنی میں آنے والے حضرات شرف صحابیت سے متصف ہوئے اور انھوں نے زندگی کے ہر ہر میدان میں عظیم کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ان نیک دل افراد نے ایک متمدن معاشرے کی تشکیل کی اور پھر ان کی پاکیزہ سرگرمیوں سے اسلامی ریاست کے خدوخال واضح ہوئے۔ اس اسلامی ریاست میں تعلیم ایک سامان تجارت نہ تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق تعلیم، ہر مسلمان کے لئے لازمی تھی اور اس کے حصول کے لئے کسی کو کوئی پیسہ خرچ نہیں کرنا پڑتا تھا، تعلیم بلامعاوضہ تھی اور عمر کی قید کے بغیر ہر شخص ہر عمر میں باقاعدہ طالب علم بن کر علم حاصل کرتا تھا۔

اسلام سے پہلے دوسری تہذیبوں میں عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بہت پریشان کن تصویر سامنے آتی ہے۔ ان سے نہایت تحقیر آمیز سلوک روا رکھا جاتا۔ سامانِ تجارت کی طرح ان کی خرید وفروخت ہوتی، بسا اوقات دوسرے سامان کی طرح انہیں بھی وراثت میں تقسیم کرلیا جاتا۔ عورتوں کو تاریخ میں پہلی مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حقوق عطا فرمائے جس سے ان کی قدرومنزلت میں حددرجہ اضافہ ہوا۔

تاریخ انسانی میں تعلیم نسواں کے ضمن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپؐ کی کوششوں کے نتیجے میں خواتین کو اسلامی معاشرے میں ایک باعزت اور باوقار مقام حاصل ہوا۔ تعلیم کے سلسلے میں زبانِ رسالتؐ سے یہ ارشاد جاری ہوا: ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے''۔ (الحدیث) اس حکم میں مرد یا عورت، آزاد یا غلام، چھوٹے یا بڑے، امیر یا غریب، غرض کسی نوع کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ آپؐ کے تعلیمی احکام کے نتیجے میں اسلامی معاشرے میں تعلیم نسواں کا آغاز ہوا۔ جس سے دنیا کی دوسری تہذیبیں بھی متاثر ہوئیں، جبکہ قدیم معاشروں میں عورتوں ہی پر نہیں بلکہ مردوں پر بھی تعلیم کے دروازے بند تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے اور مختلف علوم وفنون کے ساتھ فن کتابت سیکھنے کی بھی ترغیب دی۔

آپؐ کے عہد رسالت میں معاشرے کے تمام طبقات کو تعلیم کا حق حاصل ہوا۔ ہفتے میں ایک دن آپؐ نے عورتوں کی تعلیم کے لئے مخصوص فرمایا اور ان کے لئے ایک علیحدہ مقام کا تعین بھی کیا۔ جہاں خواتین حصول علم کے لئے آتیں اور آپؐ سے سوالات کرتیں اور آپؐ ان کے جوابات ارشاد فرماتے تھے۔

دین وشریعت کے بعض امور ومسائل ایسے ہیں جن کا تعلق عورتوں کے مخصوص مسائل سے ہے اور جن کے بارے میں عورتیں مردوں سے پوچھتے ہوئے شرم محسوس کرتی ہیں۔ ازواج مطہرات، ان مسائل کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرکے عورتوں کی رہنمائی کرتی تھیں۔ ہجرت سے پہلے مکی زندگی میں ۵۳ برس تک آپؐ نے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی رفاقت میں زندگی گزاری۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں اسلام تیزی سے پھیلنے لگا تو عورتوں کی خصوصی تعلیم کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؐ نے متعدد نکاح فرمائے، ان نکاحوں کا ایک بڑا مقصد عورتوں کو دینی احکام و مسائل سے آگاہ کرنا بھی تھا۔ یہ تمام امہات المومنین صحابیات کو دینی تعلیم دیتی تھیں۔ ان میں سے ام المومنین حضرت حفصہؓ نے شفا بنت عبداللہ سے جو ان کی قریبی رشتے دار تھیں، کتابت کا فن سیکھا۔ (ابوداؤد)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ دین و شریعت کے فہم، اجتہاد، استنباط مسائل، حفظ احکام دین وشریعت میں تمام ازواج مطہرات میں ممتاز تھیں۔ انہیں علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ، حدیث، تفسیر، فقہ، شعر و ادب، علم الانساب، علم الفرائض اور طب میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے دین وشریعت کا علم حاصل کرنے کا کوئی وقت مخصوص نہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم شریعت خود گھر میں تھے اور شب وروز آپ کی صحبت میسر تھی۔ مسجد نبویؐ میں روزانہ تعلیم وارشاد کی مجالس منعقد ہوتی تھیں جو حجرۂ عائشہؓ سے بالکل متصل تھی۔ اسی بنا پر آپ گھر سے باہر بھی لوگوں کو جو وعظ وتلقین فرماتے اور درس دیتے، وہ اس میں شریک رہتی تھیں۔ اگر کبھی دوری کی وجہ سے کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حجرۂ مطہرہ میں تشریف لاتے، تو دوبارہ پوچھ کر تشفی فرمالیتیں، کبھی اٹھ کر مسجد کے قریب چلی جاتیں، اس کے علاوہ خود حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عادت یہ تھی کہ ہر مسئلے کو بے تامل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کردیتی تھیں اور جب تک تسلی نہ ہوجاتی اس وقت تک برابر آپؐ سے معلوم کرتی رہتیں۔ ایک دن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا: ''کفار ومشرکین اگر کوئی عمل صالح کرتے ہیں تو کیا اس کا اجر ثواب ان کو ملے گا؟'' آپؐ نے فرمایا: ''نہیں''۔ عبداللہ بن جدعان مکہ مکرمہ کا ایک نیک اور رحم دل مشرک تھا۔ اسلام سے پہلے قریش کی باہمی خونریزی کے انسداد کے لئے اس نے تمام روسائے قریش کو اکٹھا کرکے صلح صفائی کے لئے ایک مجلس قائم کی تھی، جس میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سوال کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عبداللہ بن جدعان جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا تھا۔ غریبوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ عمل اس کو کچھ فائدہ نہ دے گا؟'' آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''نہیں عائشہ! اس کی زبان سے کسی دن بھی یہ نہیں نکلا کہ خدایا! قیامت کے دن میری خطائیں معاف کردینا''۔

نکاح میں عورت کی رضامندی بھی لازمی ہے۔ کنواری لڑکی اپنے منھ سے رضامندی کا اظہار کرتے شرماتی ہے۔ اس سلسلے میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دریافت کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نکاح میں عورت سے اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں؟'' آپؐ نے فرمایا: ''اس کی اجازت ضرورت ہے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''وہ تو شرم وحیا کی وجہ سے خاموش رہتی ہے''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس کی خاموشی ہی اس کی طرف سے اجازت ہے''۔ (صحیح مسلم)

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اعتدال کے ساتھ کام کیا کرو۔ لوگوں کو اپنے سے قریب کرو اور انہیں خوشخبری سناؤ کہ لوگوں کو ان کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا''۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی۔ انھوں نے سوچا کہ جو لوگ معصوم ہیں، وہ تو شاید اس سے مستثنیٰ ہوں۔ پوچھا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ ﷺ کو بھی نہیں؟'' فرمایا: ''ہاں، لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اور اپنی مغفرت اور رحمت سے ڈھانپ لے''۔ (صحیح بخاری)

عام طور سے عورتیں معمولی گناہوں کا خیال نہیں کرتیں، آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: ''عائشہ! معمولی گناہوں سے بھی بچا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے متعلق بھی بازپرس ہوگی''۔ (مسند احمد، ص ۷۰)

علمی حیثیت سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نہ صرف عام عورتوں پر، نہ صرف امہات المومنین پر نہ صرف خاص خاص صحابہ کرامؓ پر بلکہ چند بزرگ صحابہ کرامؓ کو چھوڑ کر تمام صحابہ کرامؓ پر فوقیت حاصل تھی۔ ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے: ''ہم صحابہ کرامؓ کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی، جس کو ہم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس سے اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں''۔ (ترمذی)

حضرت عطا بن ابی الرباح تابعی جن کو متعدد صحابہ کرامؓ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ صاحب علم اور عوام میں سب سے صائب الرائے تھیں۔ (مستدرک حاکم)

امام زہری جو تابعین کے پیشوا تھے اور جنھوں نے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے آغوش میں تربیت پائی تھی، وہ کہتے ہیں: ''حضرت عائشہ صدیقہ صدیقہؓ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں، بڑے بڑے صحابہ کرامؓ ان سے مسائل معلوم کیا کرتے تھے''۔ (طبقات ابن سعد، جلد ۲، صفحہ ۲۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے صاحبزادے ابوسلمہ جو خود جلیل القدر تابعی ہیں، ان کا کہنا ہے: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا جاننے والا اور آیتوں کے شان نزول سے واقف، فرائض (میراث) اور مسائل فقہیہ کا واقف حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں پایا''۔ عروہ بن زبیر کا قول ہے: ''علوم القرآن، فرائض، حلال، وحرام، فقہ، ادب وشعر، طب، عرب کی تاریخ اور علم الانساب کا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر عالم کسی کو نہیں دیکھا''۔ (زرقانی جلد ۳، صفحہ ۲۲۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ احادیث کے ذخیرے میں صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کے سوالات اور آپؐ کے جوابات کثرت کے ساتھ محفوظ ہیں، جن سے آپؐ کے ارشادات کی حکمت وموعظت واضح ہوتی ہے۔ کسی عمدہ سوال پر آپؐ سائل کی تحسین بھی فرماتے تھے۔ اگر کوئی سوال بہت اہم ہوتا تو آپؐ حاضرین کو اس سوال کی طرف متوجہ کرتے اور پھر اپنے جواب میں سب کو شریک کرلیتے۔ آپؐ سائل کی پوری طرح تشفی فرمادیتے تھے۔ آپؐ کا انداز تعلیم نہایت شفقت ومحبت سے لبریز ہوتا تھا۔ ہزاروں صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ نے آپؐ سے مختلف مواقع پر مختلف قسم کے سوالات کئے اور آپؐ نے نہایت محبت بھرے انداز میں ان کے جوابات عنایت فرمائے۔ آپؐ نے کبھی بھی کسی سوال کے جواب میں غصے کا اظہار نہیں فرمایا: آپؐ کے جوابات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ اپنے جوابات کے ذریعے مخاطب کی پوری طرح تشفی فرمادیتے تھے۔ آپؐ ایک ایسے معلم اور مربی تھے، جس کے استدلال اور اسلوب سے سائل ہر طرح سے مطمئن ہوجاتا اور اس کے ذہن میں کسی قسم کا کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہتا تھا۔ بعض اوقات مختلف قبائل کے وفود آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے تو آپؐ انہیں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ فرماتے۔ ان کے اندر پائی جانے والی خرابیوں کی طرف ان کی توجہ دلاتے۔ آپؐ کی مختصر تعلیم اور دلنشیں انداز ان کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کردیتا تھا۔

اپنے صحابہ کرامؓ اور صحابیاتؓ کو بھی آپؐ نے طلبہ کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی۔ آپؐ خود بھی طالب علموں کو نہایت خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہتے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب تمہارے پاس مختلف اطراف سے لوگ علم حاصل کرنے کے لئے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان سے کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق خوش آمدید، خوش آمدید اور انہیں تعلیم دینے میں شفقت سے کام لینا''۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک سورہ کا نام ہی سورۃ النساء رکھا۔ نساء کا مطلب ہے عورتیں۔ اس سورۂ مبارکہ میں وراثت کے مسائل تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ایک سورہ ہے سورۃ النور جس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے فضائل ومناقب کا بیان ہے اور عورتوں کے لئے پردے کے احکام ہیں۔ ایک سورۂ مبارکہ کا نام ہے سورۂ مریم۔ جس میں حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ مسلمان عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے تلقین کی ہے کہ وہ حضرت مریم اور حضرت آسیہ کی مثالی زندگی کو اپنے سامنے رکھیں۔

مدینہ کی اولین اسلامی ریاست میں بچوں اور عورتوں کی تعلیم کیلئے خصوصی درسگاہیں قائم تھیں۔ تاریخ انسانیت میں عورتوں کی تعلیم

باقی صفحہ ۵ پر

وی آئی پی سکیورٹی نظام! ایک جائزہ

محمد معین الدین ، حیدرآباد

وی آئی پی سکیورٹی جس پر اربوں روپے سالانہ خرچ ہوتے ہیں، ملک کی کیا واقعی ضرورت ہے یا سیاستدانوں کی نفسیاتی بیماری یا پھر محض ایک مجبوری؟ یہ نظام جو کئی اداروں پر محیط ہے، اس کے مالی اثرات کیا ہیں اور اس کے کونسے سیاسی نتائج یا سماجی عواقب کا ملک کو سامنا ہے؟ ہندوستان جیسے ملک میں، جس کی آبادی کا بہت بڑا حصہ دو وقت کی روٹی کے لئے محتاج اور سخت محنت کرنے پر مجبور ہے، جہاں ہزاروں انسان محض معاشی بدحالی سے تنگ آکر خودکشی کرلیتے ہیں، کیا ایسے ملک کے عوام سے کتنے ہی ناجائز ٹیکسوں اور قوانین کے ذریعے قومی خزانے میں آئے ہوئے روپے کو سکیورٹی نظام پر پانی کی طرح بہانا درست ہے؟

☆ ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے جس کا انتظام عوام ہی کے منتخب نمائندے چلاتے ہیں، انہیں آخر اس قدر سکیورٹی کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ یہ سکیورٹی اس وقت اور بھی مضحکہ خیز ہوجاتی ہے جب ان پر انتہائی سنگین مجرمانہ سرگرمیوں کے الزام میں مقدمات بھی چل رہے ہوں اور پھر بھی وہ شاہانہ انداز سے محافظوں کے حصار میں نظر آتے ہیں۔ ان میں بعض سیاستدانوں کو اعلیٰ ترین زیڈ پلس زمرے کی سکیورٹی فراہم ہے۔ یہی نہیں بلکہ کروڑوں روپے کے خرچ سے ان حفاظتی انتظامات کا بار ایسی شخصیات اور خاندانوں کے لئے اٹھایا جارہا ہے جن کی کوئی ملکی یا سیاسی ذمہ داری بھی نہیں۔ ملک کے بہی خواہوں کے لئے یہ بات بے حد تشویشناک ہے کہ یہ سارا سکیورٹی نظام جو ملک کی معیشت کو دیمک کی طرح کھا رہا ہے ملک کی واقعی ضرورت ہرگز نہیں۔ خستہ حال معیشت پر پڑنے والے مالی بوجھ کے علاوہ اس کی وجہ سے شہریوں کے کچھ بنیادی حقوق بھی زد میں آرہے ہیں جن کو ان حفاظتی انتظامات کے نتیجے میں پابندیوں یا براہ راست جبر کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ جب کوئی اہم شخصیت سڑک سے گزرتی ہے تو کچھ اس قسم کا منظر ہوتا ہے کہ سڑکوں پر سناٹا، سر سے پاؤں تک ہتھیاروں سے لیس گاڑیوں میں پولیس دستے، لوگوں کا اس کارروائی میں پھنس کر رہ جانا، ان کے ساتھ جان کنی میں مریض ہی کیوں نہ ہوں ان کی ٹرین یا ہوائی جہاز کا چھوٹ جانا، پولیس والوں کی بدتمیزی اور ہتک آمیز سلوک، یہ سب کچھ شہریوں کو جھیلنا پڑتا ہے۔ اہل ملک یہ ضرور جانتے ہیں کہ ان کے منتخب جمہوری نمائندوں کو فوجی ڈکٹیٹروں کی طرح حفاظت کیوں درکار رہے؟ سکیورٹی کا مقصد یوں تو ممکنہ دہشت پسند کارروائیوں اور تخریب کاری سے ہے۔ ان لیڈروں کا تحفظ کرنا ہے لیکن اس کے جو دوررس اثرات پڑرہے ہیں وہ نہایت غور طلب ہیں۔

(۱) عوام کو زیادہ تر حالتوں میں ان حاکموں کے پاس پھٹکنے تک نہیں دیا جاتا جنہیں خود انھوں نے گدی پر بٹھایا یا کم ازکم ان کے نام پر حکومت یا سیاست کے بلند مرتبے پر پہنچے ہیں۔

(۲) یہ پہرہ چاہے برائے نام ہی کیوں نہ ہو، معمولی یا مقامی سطح کے سیاسی لیڈروں کے لئے جاہ وحشمت کی علامت بن گیا ہے جن کا وہ بسا اوقات ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ذاتی سیاسی اور خاندانی حریفوں کو دھمکاتے ہیں۔

(۳) اس حصار میں عام لوگوں کی نگاہ سے دور رہ کر یہ سیاستداں بسا اوقات درپردہ خالص مجرمانہ سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔

(۴) حکمرانوں کو سایہ اور تحفظ کے زعم میں پولیس اور دوسرے صیانتی دستے عوام پر ظلم ڈھاتے اور مجرمانہ کارروائیاں کرتے ہیں۔ سابق وزرائے اعظموں اور ان کے ارکان خاندان پر جن کی تعداد درجنوں میں ہے صیانت کے نام پر فی کس دس تا پندرہ کروڑ سالانہ خرچ کئے جاتے ہیں۔ سکیورٹی کے ملک گیر مجموعی اخراجات کا حساب لگانا بے حد دشوار ہے کیونکہ وزارت داخلہ کے سکیورٹی بجٹ کے علاوہ متعدد محکموں اور اداروں کے اخراجات بھی الگ ہوتے ہیں جیسے اہم شخصیات کے ساتھ چلنے والے محافظوں کا ہوائی جہاز کرایہ، موٹر گاڑیوں کی فراہمی، ہیلی کاپٹروں کا انتظام، ہوٹلوں میں ٹھہرنے کا خرچ، سکیورٹی کے عام بجٹ کے علاوہ متعدد اخراجات وزیراعظم کا دفتر یا دوسرے وزراء کے محکمے برداشت کرتے ہیں۔

سکیورٹی حصار کا یہ لمبا چوڑا انتظام کیوں اور کتنا ضروری ہے؟

اس بارے میں سیاستدانوں اور ماہرین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مسز گاندھی، راجیو گاندھی، پنجاب میں فوجی کارروائی کرنے والے جنرل ویدیہ اور رکن پارلیمان للت ماکن جیسی شخصیات کے قتل کے نتیجے میں سکیورٹی کے تعلق سے سخت احتیاطی اقدامات لازمی تصور کئے جانے لگے۔ صورتحال یہ ہوگئی کہ دہلی پولیس کی تقریباً نصف تعداد صرف ان اہم شخصیات کی حفاظت میں لگ گئی اور عوامی معاملات کے متعلق مسائل پس پشت ڈال دیئے جانے لگے۔ افسرشاہی بے لگام ہوتی گئی۔ اس کو گھمنڈ ہوگیا اور وہ سیاسی لیڈروں کو سلامتی کے نام پر خوفزدہ کرکے عوام پر اپنی مرضی چلانے لگی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ملکی انتظامات کے دیگر اہم شعبہ جات میں خدمات انجام دینے والے بھی تو آخر انسان ہیں، کوئلہ اور دیگر معدنی کانوں میں کام کرنے والے انجینئرز یا ڈاکٹرز، ہوائی جہاز کا عملہ انہیں بھی تو جہاز کے اغوا یا بم دھماکوں کا خطرہ رہتا ہے پھر بھی یہ اپنے اپنے میدانوں میں خطرات کے سایوں تلے خدمات انجام دیتے ہیں۔ انہیں ویسے صیانتی انتظامات فراہم نہیں کئے جاتے جیسے ان سیاستدانوں اور حکمرانوں کو فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیاستدانوں، حکمرانوں اور پولیس کے عہدیداروں کو ان کے کرتوتوں کے سبب صیانت کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ شک کا سایہ ہمیشہ ان کا پیچھا کرتا نظر آتا ہے۔ کسی شخصیت کے لئے سکیورٹی کی ضرورت ہونے یا نہ ہونے کی بحث سے ہٹ کر سوال یہ ہے کہ یہ کتنی کارآمد ثابت ہوتی ہے؟

مسز گاندھی کو انہی کے محافظوں نے قتل کردیا، راجیو گاندھی قتل کے وقت بھی تو خاصے حفاظتی انتظامات تھے، بے انت سنگھ (وزیراعلیٰ پنجاب) کو سخت پہرے والے سکریٹریٹ میں ان کے بندوق بردار محافظوں سمیت دن دہاڑے بم سے اڑا دیا گیا۔ عالمی پس منظر میں رونالڈ ریگن، سری لنکا کے پریم داسا، پاکستانی صدر جنرل ضیاء الحق اور مصر کے انور سادات کے قتل سخت ترین سکیورٹی کے باوجود قتل کی نمایاں ترین مثالیں ہیں۔

☆ اس کے برعکس چند مغربی ممالک کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جہاں پر سربراہان ریاست کے لئے بہت ہی مختصر پہرہ رہتا ہے۔ برطانوی وزیراعظم کو ایرش ری پبلکن پارٹی سے مستقل خطرہ رہتا ہے، لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو اسی جماعت نے بم سے اڑایا تھا۔ لندن میں وزیراعظم کی رہائش گاہ پر راکٹوں سے حملہ بھی ہوا تھا اس کے باوجود وزیراعظم کے لئے مختصر پہرہ رہتا ہے۔ وہائٹ ہاؤس میں بعض حصے تو عوام کے لئے کھلے رہتے ہیں۔ سابق سی بی آئی ڈائرکٹر نارائنن کہتے ہیں سب سے زیادہ خطرہ اندر کے آدمی ہی سے ہوتا ہے جس کو کوئی پرخاش ہوتی ہے اور اس پرخاش کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔

☆ جدید ترین حفاظتی طریقوں کے مقابلے میں اور زیادہ جدید حربے بھی نکل آئے ہیں۔ ریموٹ کنٹرول سسٹم، انسانی جسم میں آپریشن کے ذریعے پیوست بم اور پھر آرڈی ایکس دھماکہ خیز مادہ جس کا آلات پتہ نہیں چلاسکتے۔ حفاظتی نظام کے اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ متعلقہ آلات فروخت کرنے والوں اور ان کے دلالوں کی چاندی بن آئی ہے۔ ایسے سازوسامان کی صنعت خوب پھل پھول رہی ہے جس میں اسلحہ، دھمات کا پتہ چلانے والے آلات، الیکٹرانک آنکھ، ٹرانسمیٹر اور طرح طرح کی مشینیں شامل ہیں جن پر ہزاروں کروڑ روپے خرچ ہورہا ہے۔ اس نظام کے سبب حکمراں عوام سے دور ہوتے جاتے ہیں جس کی وجہ افسروں کو حالات سے ان کی بے خبری کے سبب من مانی کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ سکیورٹی کی فراہمی پر پہریداروں کے جھرمٹ میں چلنا حیثیت اور مرتبے کی نشانی بن گیا ہے۔

حکومتی ذمہ داریوں کے اعتبار سے وزیراعظم، ریاستی چیف منسٹروں اور دیگر مرکزی وریاستی وزراء کو تو کچھ حدتک سکیورٹی کا جواز پیدا کیا جاسکتا ہے لیکن جمہوری نظام کے ان شہزادوں، ارکان پارلیمان واسمبلی کو سکیورٹی کی فراہمی کا کوئی جواز نہیں۔ تعجب اور افسوس تو اس پر ہوتا ہے کہ وہ جنہیں ملکی یا عوامی سطح کی کوئی ذمہ داری نہیں اور جن پر سنگین نوعیت کے مقدمات درج ہیں، جن کا رات دن مشغلہ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانا، اقلیتی فرقے کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کرنا، امن چین کی غارتگری کے منصوبے بنانا ہے۔ انہیں اعلیٰ ترین زیڈ پلس زمرے کی سکیورٹی فراہم ہے۔

حالیہ عرصے میں مالیگاؤں اور موڈاسا بم دھماکوں کی اے ٹی ایس چیف ہیمنت کرکرے کی تحقیقات میں جو حقائق منظر عام پر آئے ہیں کاش وہ دیانتدار پولیس افسر زندہ ہوتے تو شاید ملک میں ہوئے سارے بم دھماکوں، کشمیر اسمبلی، پارلیمنٹ، گجرات کے اکشر دھام مندر پر حملوں کے راز بھی منظر عام پر آجاتے اور ایسے ایسے چہرے سامنے آتے جنہیں دیکھ کر عوام ششدر رہ جاتے۔ تحقیقات کی رفتار اور ان سے جڑتے جارہے تاروں کو دیکھ کر دشمنوں نے بمبئی حملہ کی سازش کے ذریعے ان جانباز دیانتدار پولیس افسروں کو راستے سے ہٹادیا۔

اب ملک کی سلامتی اور یہاں بسنے والے شہریوں کو امن چین سے رہنے اور آنے والی نسلوں کو خوشگوار ماحول میں زندگی بسر کرنے کے لئے عدالت عظمیٰ انقلابی اور تاریخ ساز قدم اٹھاتے ہوئے حکومت ہند سے پوچھے کہ مسٹر لال کرشن آڈوانی، بال ٹھاکرے، پروین توگڑیا، اشوک سنگھل، کے سی سدرشن، مہنت یوگی آدتیہ ناتھ اور دیگر جنہیں زیڈ پلس اور دیگر زمروں کی سکیورٹی کیوں حاصل ہے انہیں فوری کیوں نہ برطرف کردیا جائے؟

بمبئی پر دہشت گردوں کے حملے کی سازش کا عدالت عظمیٰ اپنی خصوصی ٹیم کی نگرانی میں پتہ چلائے کیونکہ موجودہ مرحلے میں بمبئی حملے سے متعلق جو باتیں اخبارات کے ذریعے سامنے آرہی ہیں وہ صرف دونوں ملکوں کی سیاسی رقابت کی عکاسی کررہی ہیں جبکہ اس سازش کی کھوج کے لئے جس فہم وفراست اور غیرجانبدارانہ انداز فکر کی ضرورت ہے اس کا مکمل فقدان نظر آتا ہے۔

●●

مسلم ممالک کے سائنسداں اسرائیل کے نشانے پر

محمد احمد کاظمی

کسی بھی ملک یا سماج کی ترقی میں سائنسدانوں کا کردار کافی اہم ہوتا ہے۔ سائنس کی مدد سے بڑے مشکل کام آسان ہوجاتے ہیں اور عام شہریوں کی زندگی کا معیار بلند ہوتا ہے۔ جب کسی معاشرے میں غریب محنت ومشقت کے باوجود غریب ہورہا ہو اور رئیس بغیر کچھ خاص کوشش کے اور مضبوط ہورہا ہو تو اس میں بڑی سازش کارفرما ہوتی ہے یہی مثال مختلف ممالک پر بھی صحیح ثابت ہوتی ہے۔ گزشتہ دنوں مغربی میڈیا کے ذریعہ کچھ ایسے حقائق سامنے آئے ہیں جن کے مطابق اسرائیل اور امریکہ کی خفیہ ایجنسیوں کے ذریعہ عراق میں بڑی تعداد میں سائنسدانوں کا قتل کیا جارہا ہے۔ ایسی خبریں بھی سامنے آرہی ہیں کہ اسرائیل اور امریکہ جو مسلم ممالک کی ترقی کو روکنا چاہتے ہیں وہ مصر، عراق اور ایران میں منظم طریقہ سے تمام بڑے سائنسدانوں کو قتل کرنے میں مصروف ہیں۔

لندن سے شائع ہونے والے اخبار ٹیلی گراف کی حالیہ رپورٹ کے مطابق امریکہ میں بارک اوبامہ کے صدر منتخب ہونے اور ان کے ذریعہ ایران سمیت تمام مسلم ممالک کے ساتھ روابط کا ازسرنو جائزہ لینے کا اشارہ دینے کے بعد اسرائیل نے یہ سمجھ لیا ہے کہ مستقبل قریب میں ایران کے خلاف کوئی بھی فوجی کارروائی ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ایران کی ایٹمی سرگرمیوں کو کمزور کرنے کی غرض سے سائنسدانوں کے قتل کا سلسلہ تیز کردیا ہے۔

اسرائیلی حکام کا کہنا ہے کہ جب تک ایران کے خلاف فوجی کارروائی ممکن نہ ہوتب تک ایران کے ایٹمی پروگرام کی ترقی کی رفتار سست کرنا ہی سمجھداری ہوگی۔ اہم سائنسدانوں کے قتل کے پروگرام کے تحت ان کی نشاندہی اور ان تک رسائی کرکے قتل کرنا شامل ہے۔ یہی طریقہ اس نے عراق سمیت ان تمام ممالک میں اپنایا ہے جو اسے اپنے وجود کے لئے مستقبل میں خطرہ محسوس ہوتے ہیں۔ ٹیلی گراف کے مطابق 2007 میں ایران میں اصفہان یورینیم پلانٹ کے عظیم سائنسداں اردشیر حسن پور کی غیر معمولی حالات میں ہوئی موت کے پیچھے بھی اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد ہی تھی۔ اخبار نے امریکی ذرائع کے مطابق لکھا ہے کہ اسرائیل جنگ کے متبادل کے طور پر ایران کے مبینہ ہتھیاروں کے پروگرام میں خلل ڈالنے کے لئے تخریب کاری، تجارتی کمپنیوں اور دوہرے جاسوسوں کا استعمال کررہا ہے۔

اطلاعات کے مطابق اسرائیل تقریباً 10 برس سے جب اسے ایران کے ایٹمی ہتھیار بنانے کا شک ہوا ہے، اس کے خلاف اسی قسم کی سازشی سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ امریکی صحافی جیمس رائزن نے حال ہی میں لکھا ہے کہ سی آئی اے اور موساد نے ایران کی ایٹمی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے کئی تخریب کاری پروگرام بنائے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ایک امریکی خفیہ اطلاعات کی نجی کمپنی جس کے حکومت کے ساتھ مستحکم رشتے ہیں کی سینیر افسر ریوا بھلا نے بتایا ہے کہ اسرائیل کا مقصد ایران کے اہم سائنسدانوں کو ختم کرنا اور ایٹمی ایندھن کی سپلائی روکنا ہے۔ جیمس رائزن کے مطابق اسرائیل کی خفیہ ایجنسی نے اپنے جاسوسوں کے ذریعہ ایٹمی مراکز کو بجلی سپلائی میں رخنہ ڈال کر وہاں کے کمپیوٹر اور دوسرے حساس نظام کو متاثر کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ اسرائیل کے لئے جاسوسی کرنے والے ایک ایرانی شہری علی اشتری جو کہ الیکٹرانک سامان کے تاجر ہیں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اسے موساد نے 50 ہزار ڈالر دیے تھے تاکہ وہ کچھ خاص افراد کو انٹرنیٹ کیبل اور سٹیلائٹ فون مہیا کرے تاکہ وہ ایٹمی مراکز کے اطلاعاتی نظام کی خفیہ تفصیلات اسرائیل کو مہیا کرسکیں۔

سائنسدانوں کے قتل اور تخریب کاری کا سلسلہ ایران کے علاوہ عراق میں بھی جاری ہے۔ عراق میں امریکی افواج کے قبضہ کی وجہ سے اسرائیلی خفیہ اور دوسرے حکام کی رسائی بہت آسان ہے۔ اکتوبر 2008 میں قاہرہ سے شائع ایک رپورٹ کے مطابق اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد نے امریکہ کے تعاون سے اپریل 2003 سے اب تک عراق میں 350 ایٹمی سائنسدانوں اور 200 یونیورسٹی پروفیسروں کا قتل کیا ہے۔ قتل کی کوشش سے پہلے امریکی حکام نے انہیں عراق میں ہی امریکہ کے لئے کام کرنے یا امریکہ منتقل کرنے کی پیشکش کی لیکن جن سائنسدانوں نے اسے قبول نہیں کیا انہیں قتل کردیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق موساد نے انہیں قتل کرنے کے لئے ملک میں تشدد کا طریقہ اپنایا۔ عراق کے مختلف شہروں میں کرائے گئے بم دھماکوں کا اصل نشانہ سائنسداں تھے۔ ایک جائزے کے مطابق عرب خطے میں عراق میں سائنسدانوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ 1990 میں عراق کے ہتھیار پروگرام کے لئے کام کررہے کناڈائی سائنسداں گیرالڈبل کو مبینہ طور پر موساد کے ذریعہ بروسلز میں قتل کرایا گیا تھا۔ اس سے پہلے اسرائیل اس سائنسداں کی خدمات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسرائیل نے نہ صرف دشمن ملکوں کے سائنسدانوں کا قتل کرایا ہے بلکہ مصر جیسے دوست ملک کے سائنسدانوں کو بھی نہیں بخشا۔ مصر کے صدر حسنی مبارک نے اسرائیل اور امریکہ کی غیر معمولی خدمت اس وقت کی جب اسرائیل کے ساتھ امن معاہدہ کرتے ہوئے سفارتی تعلقات قائم کئے۔ سارک نے ہی پی ایل او اور اسرائیل کے درمیان کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کرایا تھا۔ حسنی مبارک نے اسرائیل اور عرب ممالک کو نزدیک لانے میں جو کام کیا ہے آج اسی کا نتیجہ ہے کہ غزہ میں فلسطینی مظلوم عوام کا اسرائیل قتل عام کرتا رہا اور عرب حکمراں مکمل خاموش رہے۔ مصر کے ایٹمی ماہر سائنسداں سمیرا موسیٰ کا قتل 1952 میں، سمیر نجیب کا قتل 1967 میں اور سید بدیر کا قتل 1989 میں امریکہ کے مختلف شہروں میں ہوا۔ ایک اور مصری ایٹمی سائنسداں یحیٰ المشاد جو عراق کے لئے کام کررہا تھا 1980 میں پیرس کے ایک ہوٹل میں موساد کے ذریعہ قتل کردیا گیا تھا۔ موساد نے فضائی علوم میں پہلے عرب سائنسداں مصطفیٰ مشرفہ کا بھی قتل کرایا تھا۔ انہیں عرب آئنسٹائن کہا جاتا تھا۔ اسی طرح ایک فلسطینی ایٹمی سائنسداں نبیل احمد فلیفل کو الامیری پناہ گزیں کیمپ میں قتل کردیا گیا۔ موساد نے ہی لبنان کے ڈاکٹر رسل حسن رسل کا قتل کیا تھا۔ یہ سب اطلاعات مغربی اور عرب ذرائع ابلاغ میں مختلف مواقع پر منظر عام پر آچکی ہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے امریکہ اور کئی دوسرے مغربی ممالک نے اسرائیل کے دباؤ کی وجہ سے عرب ممالک کے طلبا کو حساس سائنسی مضامین والے کورسوں میں داخلے پر پابندی لگادی ہے۔

برطانیہ کی حکومت کی طرف سے حساس قسم کے کورسوں میں غیر ملکی طلبا کے داخلہ کی پالیسی پر نظرثانی کی جارہی ہے۔ 2002 میں امریکی پارلیمنٹ نے کچھ مخصوص کورسوں میں داخلہ پر 4 عرب ممالک سمیت 7 ملکوں کے طلبا پر پابندی لگادی تھی۔ اسرائیل امریکہ اور یورپ مسلم ممالک کی ترقی کو روکنے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں لیکن پھر بھی ایران نے 30 برس سے جاری اقتصادی پابندیوں کے باوجود کئی جدید سائنسی میدانوں میں غیرمعمولی ترقی کی ہے۔ اس نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اگر کوئی قوم خدا اور خود پر یقین کرکے ترقی کی منازل طے کرنا چاہے تو اسے ضرور کامیابی ملتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اکثر عرب ممالک اور تیسری دنیا کے ممالک اسرائیل، امریکہ اور یورپی ممالک کی ترقی سے خوفزدہ ہوکر خود ذہنی غلامی تسلیم کرلیتے ہیں۔

اگر عرب ممالک قدرتی وسائل اور انسانی وسائل کو یکجا کرکے خوداعتمادی کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیں تو ایران ان کے لئے بہترین مثال بن سکتا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ امریکہ جیسا ''سپر پاور'' بھی ایران کے تعاون کے بغیر عراق سے خود کو آزاد نہیں کراسکتا۔ امریکہ کے نئے صدر بارک اوبامہ نے ایران سے بھی براہ راست بات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ ایران نے 1979 کے اسلامی انقلاب سے آج تک امریکہ سے متعلق ایک ہی پالیسی اختیار کررکھی ہے کہ وہ امریکہ سے اس وقت تعلقات استوار کرے گا جب وہ اپنی 'سپر پاور' کی ذہنیت کو درکنار کرکے برابری کے اصولوں کی بنیاد پر اس سے بات کرے گا۔ اس طرح دیگر مسلم ممالک بھی اپنی کھوئی ہوئی عزت اور ترقی حاصل کرسکتے ہیں۔ ●●

بقیہ:...... پیغمبر اسلام اور تعلیم نسواں......

کا آغاز خود عورتوں ہی کے ذریعے آپؐ ہی کے دور میں ہوا۔ اس اولین اسلامی ریاست نے تعلیم کو عوام کی مرضی پر نہیں چھوڑا بلکہ عوام کو ریاست کی تعلیمی پالیسی کے تابع کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم کردہ اسلامی ریاست کے سو فیصد لوگ ایک تعلیم یافتہ معاشرے کے فرد تھے۔ اس تعلیمی تحریک کے روح رواں اور سربراہ آپؐ تھے۔ انسانی شخصیت کی نشوونما میں تعلیم ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسانی شخصیت کے حقیقی خدوخال محض الفاظ اور معلومات پر مبنی تعلیم پر نہیں بلکہ یہ اخلاقی اقدار اور ایک صالح سیرت کا تقاضا کرتے ہیں۔ آپؐ نے اسی چیز کو اس انداز میں بیان فرمایا: ''میں مکارم اخلاق کی تعلیم وتکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں''۔ (الحدیث) یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلام نے جس تعلیم کو ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے لازم قرار دیا ہے وہ، وہ تعلیم ہے جو لوگوں کے اخلاق وکردار کو سنوارنے اور پاکیزہ بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ انہیں ایک ایسے معاشرے کا فرد بناتی ہے جو اس معاشرے کی اصلاح کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے۔ یہ تعلیم انہیں دین اسلام کے مختلف پہلوؤں اور گوشوں سے بھی روشناس کراتی ہے اور ان کی شخصیت کو ایک صاحب کردار مسلمان کے سانچے میں ڈھالتی ہے۔ یہ آپؐ کی تعلیمی حکمت عملی ہی کا اعجاز تھا کہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں بیسیوں علوم وفنون کی سیکڑوں کتابیں عربی زبان میں تصنیف وتالیف کی جاچکی تھیں۔ مسلمان ایک ہزار برس تک دنیا میں ایک سپر پاور کی حیثیت سے حکمراں رہے، مگر انہوں نے کسی قوم کا استحصال نہیں کیا اور اپنے زیر نگیں علاقوں کے لوگوں کو اپنی غلامی کے شکنجے میں نہیں جکڑا۔ آپؐ کی عطا کی ہوئی تعلیمی حکمت عملی کے نتیجے میں دنیا نے ایک صالح تہذیب کا نمونہ دیکھا اور انسانی حقوق کا ایک اعلیٰ وارفع تصور انسانیت کے سامنے پیش کیا اور صدیوں تک یورپ کی درسگاہیں مسلمانوں کے علوم وفنون سے خوشہ چینی کرتی رہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت دعوت وتبلیغ کے کاموں میں سرگرم عمل رہتے تھے۔ آپؐ کی دعوت وتبلیغ میں مردوں اور عورتوں کی تعلیم وتربیت پر حد درجہ زور دیا جاتا تھا۔ آپؐ کی حیات طیبہ کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ آپؐ ایک کامل ماہر تعلیم تھے اور انسانی نفسیات کا گہرا شعور رکھتے تھے۔ قرآن مجید کی وحی نازل ہوتی تو آپ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو لکھوا دیتے۔ صحابیات میں سے بھی کئی خواتین یہ خدمت انجام دیتیں۔ اسی طرح وحی ربانی، کتابت کے مراحل سے بھی گزرتی رہی اور صحابہ کرامؓ اور صحابیات کے سینوں میں بھی محفوظ ہوتی رہی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی تعلیم اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ صحابیات حصول علم کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانۂ نبوت پر حاضر ہوتیں اور پردے کی اوٹ سے کبھی براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کبھی ازواج مطہرات کے توسط سے علم دین سیکھتی تھیں۔ عورتوں کی تعلیم کے سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کا مردوں سے اختلاط پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے عورتوں کی تعلیم کے لئے مردوں سے الگ انتظام ہونا چاہئے۔ اسی طرح عورتوں کے تعلیمی نصاب کو بھی ان کی طبعی اور نفسیاتی کیفیات کے موافق ہونا چاہئے۔ حضورؐ نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اپنی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کا خصوصیت سے انتظام کریں۔ ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب ''جوامع السیرۃ'' میں لکھا ہے کہ صحابیات میں کم ازکم بیس ایسی ممتاز خواتین تھیں، جو صاحب فتویٰ فقیہہ تھیں۔ عہد خلافت راشدہ میں خواتین کی الگ سے درسگاہیں قائم تھیں۔ جن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ام المومنین حضرت حفصہ تعلیم دیتی تھیں۔ ان درسگاہوں میں مرد حضرات بھی حاضر ہوتے اور پردے کی اوٹ سے مسائل معلوم کرتے تھے۔ ●●

بقیہ:...... شفاف زندگی گزارنے کا چیلنج نبویؐ

خوری کیسے ہوگی؟ ملاوٹ کیسے ہوگی؟ اس سیرت نبوی کے اس پہلو پر چند گواہیاں اس طرح ہیں۔

(۱) ٹامس کارلائل

Thomas Carlyle نے لکھا ہے کہ ''آپ کا گھربار معمولی اور کمتر لوگوں کے طرز کا تھا اور آپ کی عام غذا جو کی روٹی اور پانی آپ کے چولہے میں مہینوں آگ نہیں روشن ہوتی تھی۔ کسی طرہ دار شہنشاہ کی اتنی اطاعت نہیں ہوئی جتنی کہ اس شخص کی اُس کے اپنے ہاتھ کی سی ہوئی عبا میں ہوئی تھی۔

۲- ایڈورڈ گبن Edward Gibbon

اپنی دنیوی طاقت کے عروج پر بھی محمدؐ کی شرافت نفس نے شاہانہ تزک واحتشام روا نہ رکھا۔ آپ بلا بناوٹ اور بلا تکلف ایک عرب اور ایک سپاہی کی طرح سادہ غذا استعمال فرماتے تھے۔

(۳) پروفیسر سیڈیو:

''آپ خندہ رو ملنسار اکثر خاموش رہنے والے بکثرت ذکر خدا کرنے والے لغو اور بیہودہ باتوں سے نفرت کرنے والے بہترین رائے رکھنے والے تھے۔ آپ نہایت منصف مزاج تھے غریبوں میں رہ کر خوش ہوتے تھے۔ تنگدستوں کو ان کی تنگدستی کی وجہ سے نہ تو حقیر جانتے تھے اور نہ بادشاہوں کو ان کی بادشاہی کی بنا پر برتر سمجھتے تھے۔''

(۴) واشنگٹن اروِن Washington Irvin

''اپنے انتہائی قوت واقتدار کے دور میں بھی آپ نے وضع قطع اور اخلاق وعادات میں وہی سادگی قائم رکھی جو پریشانی اور بے وقعتی کے زمانہ میں آپ کا وصف رہی تھی۔ شاہانہ کروفر تو بڑی بات ہے۔ اگر کسی مجلس میں آپ کے ساتھ کچھ امتیاز خصوصی کا برتاؤ کیا جاتا تو وہ بھی آپ کو بہت ناگوار ہوتا تھا۔''

ہمارے پیارے رسولؐ کی پوری سیرت کو پڑھ جائیے کہیں یہ بات نظر نہ آئے گی کہ آپ نے اپنے لئے کسی چیز کا ذخیرہ کیا ہو۔ آپ نے اپنے لئے کیا چاہا؟ آپ نے ساری دوڑ دھوپ انسانیت کی فلاح کے لئے کی۔ انسانوں کی تعلیم، تربیت، تزکیہ کے لئے کی۔ آپؐ بڑے پیار ومحبت سے کہتے کہ میری حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کسی باپ کی اپنے بچہ کے لئے ہوتی ہے۔ رسول اکرمؐ نے دنیا سے کیا لیا؟ آپ دنیا سے چلے گئے اس حال میں کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ کون ایسا ہوگا جو غیروں کی بھلائی کے لئے سانپ کاٹے ہوئے بچہ کی طرح بلکے اور دوسروں کی بھلائی کے لئے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے۔ یہاں تک کہ اللہ رب العالمین خود دلاسہ دے کہ ''کیا آپ اپنے آپ کو ہلاک کرلیں گے اگر لوگ ایمان نہ لائے۔'' آج دنیا میں ہر طرف ایسے محسن انسانیت بادشاہی میں فقیری کرنے والے، رحیق مختوم، رحمت عالم کے نام اور کام کو داغدار کرنے کی کوششیں اور شازشیں کرنے والے کیا اس کے ۱۰۰ اویں یا ۱۰۰۰ ویں حصہ کی بھی شخصیت پیش کرسکتے ہیں؟ درود وسلام ہو پیارے رسول پر! رحمتیں وبرکتیں نازل ہوں آپ کی روح مبارک پر۔ ●●

جذبۂ انتقام کی انتہا پشیمانی بن جاتی ہے

سید نصر اللہ، کیرے ہیبلچی، دوڈگرہ کرناٹک

انتقام جب اپنی آخری حد کو پہنچتا ہے تو پشیمانی اور اعتراف بن جاتا ہے۔ یہ قدرت کا اٹل قانون ہے اور تاریخ میں اس کی مثالیں کثرت سے موجود ہیں۔ انفرادی سطح پر ایک مثال حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے۔ ابتداً وہ اسلام کے منکر اور دشمن تھے۔ ان کو معلوم ہوا کہ بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کرلیا ہے تو ان کو بری طرح مارنے پیٹنے لگے۔ مگر جب اپنی بہن کے جسم پر خون دیکھا تو ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا بہن سے قرآن مانگا، قرآن پڑھا تو وہ دل میں اُتر گیا۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ اجتماعی قومی سطح پر اس معاملے کی ایک مثال تاتاریوں کا واقعہ ہے۔ بعض اسباب کے تحت ان کے اندر مسلمانوں کے خلاف انتقامی جذبہ جاگ اٹھا تھا۔ انہوں نے سمرقند سے لے کر بغداد تک بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا۔

مسجدوں کو ڈھایا اور مسلم بستیوں کو ویران کردیا۔ تاتاریوں نے جب یہ سب کچھ کرلیا تو ان کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا۔ اب ان کے اندر ندامت اور اعتراف کا جذبہ جاگ اٹھا۔ مسلم آبادیوں کے کھنڈر کو دیکھ کر ان کے دل کے اندر ایمان کی دنیا تعمیر ہونے لگی۔ مسلمانوں کے عقائد اور ان کی زندگی کے آداب نے ان کو اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ یہاں تک کے دھیرے دھیرے بیشتر تاتاریوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اب دنیا میں یہی تاریخ دہرائی جانے والی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف جس شدت کے ساتھ انتقامی جذبات بھڑکائے جارہے ہیں وہ ابدی طور پر جاری رہنے والے نہیں ہیں۔ وہ لازماً اپنی حد پر پہنچیں گے اور جب وہ حد پر پہنچیں گے تو عین قدرت کے قانون کے تحت پشیمانی اور اعتراف کا دور شروع ہوجائے گا۔ اس کے بعد دوبارہ لوگ دیکھیں گے کہ جو لوگ اسلام کے دشمن تھے وہ اسلام کے دوست بن گئے ہیں۔ انتقام کی شدت بتارہی ہے کہ وہ دن اب شاید زیادہ دور نہیں۔ اسلام کا انکار خود اپنا انکار ہے۔

ڈاکٹر ایم سی شرما نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے: ''اسکول کے طالب علمی کے زمانے میں آر ایس ایس سے وابستہ تھا اور اس کا ایک ممبر تھا۔ میرے خیال میں ہندوستان کی تمام مصیبتوں کے ذمہ دار گاندھی جی تھے۔ میں گوڈسے کو ہیرو کے روپ میں دیکھنے لگا جس نے ۱۹۴۸ء میں گاندھی جی کو گولی مار کر قتل کردیا تھا۔ میرے وہی انتہا پسندانہ خیالات تھے کہ ۱۹۷۵ء میں سابق وزیراعظم اندرا گاندھی نے ہندوستان میں ایمرجنسی نافذ کی۔

آر ایس ایس کے کارکنوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ مجھے بھی جیل میں نظر بند کیا گیا۔ تب میرے پاس کوئی کام نہ تھا۔ میں نے گاندھی جی کا مطالعہ شروع کردیا۔ گاندھی جی کی کتابیں جیل میں آسانی سے دستیاب تھیں۔ اس لئے مطالعہ جاری رکھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ اس مطالعہ نے مجھ پر گہرا اثر ڈالا۔ جیل سے نکلا تو میں ایک بدلا ہوا انسان تھا۔ اب میرا خیال یہ ہے کہ گاندھی جی اس ملک کے سب سے بڑے رہنما تھے۔ ساورکر جیسے لوگ جدید ہندوستان کے رہنما نہیں بن سکے۔

اس کام کو کرنے کے لئے گاندھی اور نہرو جیسے لوگ درکار تھے۔'' ڈاکٹر شرما کی روداد پڑھنے کے بعد خیال ہوتا ہے کہ ہندوستان میں کرنے کا ایک ضروری کام یہ ہے کہ شہروں سے الگ کسی پرسکون مقام پر ایک مرکز بنایا جائے اور چند ہفتے وہاں رہ کر اسلام کو سمجھنے اور اس کا مطالعہ کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ اگر ایسا مرکز قائم کیا جاسکے تو اس سے وہی فائدہ زیادہ بڑے پیمانے پر حاصل ہوگا جو ڈاکٹر شرما کے حق میں جیل میں ہوا تھا اگر ایسا مرکز قائم ہو تو وہ ہندو نوجوانوں کو اسلام سے قریب کرنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ یہاں تک کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مرکز اس ملک میں اسلام کی جدید تاریخ بنانے کا دروازہ کھول دے۔ ''اگر مشرکین میں سے کوئی تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کی امن کی جگہ پر پہنچادو۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے۔'' عرب کے مشرکین جن سے آخری درجہ میں جنگ قائم ہوچکی تھی۔ ان کے بارے میں یہاں حکم دیا گیا ہے کہ اسلام کو سمجھیں۔ نہ دشمنی کی وجہ سے اس کو مارو اور نہ جاسوس سمجھ کر ان کو بھگادو۔ وہ پرسکون طور پر تمہارے درمیان رہیں اور اسلام کی تعلیمات کو سمجھیں۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں اس قسم کے لوگوں کے لئے امان کا طریقہ ہم نے اس لئے مقرر کیا تاکہ وہ اللہ کے دین کو جانیں اور اللہ کی دعوت اس کے بندوں میں پھیلے۔

(تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۳۷)

اس سورہ میں ایک طرف مشرکین کا اعلان ہے گویا ان کی دشمنی اس آخری درجہ پر پہنچ چکی ہے کہ برداشت کی حد ختم ہوجاتی ہے۔ مگر اس وقت بھی یہ حکم دیا جارہا ہے کہ ان میں کا ایک شخص اسلام کی تحقیق کرنا چاہے تو اس جذبہ کو بروئے کار آنے کا موقع ملنا چاہئے۔ شدت کے باوجود نرمی غصہ کے باوجود انصاف کی یہی صلاحیت ہے جو کسی شخص کو خدا کے دین کا داعی بناتی ہے۔ ●●

خطوط ومسائل

ختم نبوت پر ایمان کا عملی تقاضا اور ہندوستانی مسلمان

ماہ ربیع الاوّل کی آمد کے ساتھ ہی عام طور پر ہندوستان میں جلسوں کا آغاز ہوجاتا ہے خاص طور پر حیدرآباد میں تو لامتناہی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور چند بڑے بڑے جلسوں کا بھی انعقاد عمل میں آتا ہے اور ان جلسوں میں داد وتحسین کے نعروں کے درمیان ایک طرف نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالموں کے لئے رحمت بتایا جاتا ہے اور دوسری طرف لاکھوں کی تعداد میں جم غفیر اژدحام میں سوائے مسلمانوں کے کوئی نظر نہیں آتا۔ حضور منبع انوار خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمیت مآب پر ایمان لانے کا ایمانی تقاضا یہ ہے کہ بعد از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہر مدعی نبوت کو کافر، کاذب اور دجال سمجھا جائے اور یقین کامل رکھا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس کے ساتھ ہی ختم نبوت پر ایمان لانے کا عملی تقاضا یہ ہے کہ اقوام عالم میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تبلیغ اس زور وشور سے کی جائے کہ دنیا کے کسی گوشہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کا کلمہ نہ پڑھا جائے تاکہ اعلان ختم نبوت کا حقیقی منشاء ومقصد پورا ہو اور ہزار ہا ادیان اقوام کی امتوں کی شکل میں بٹی ہوئی منتشر انسانیت اس مرکز توحید پر جمع ہوجائے۔ حجۃ الوداع کا خطبہ اس بات کا غماز ہے کہ اس پیام نبوت یعنی اسلام کو رہتی دنیا تک آنے والے انسانوں تک پہنچانے کی ذمہ داری مسلمانوں کے اوپر ہے۔ کیونکہ اب کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ تو کیا ہم خاص طور پر ہندوستانی مسلمان اپنی ذمہ داری محسوس کررہے ہیں۔ عوام تو عوام علماء کرام اور بڑے بڑے جلسوں کے داعی حضرات بھی یہ محسوس نہیں کررہے ہیں کہ ہمارے جلسوں کے ذریعہ ہم نعمت ختم نبوت کو مسلمانوں تک محدود کررہے ہیں جب کہ ہم کو ازکم اس ماہ مبارک کو ماہ تبلیغ اسلام کے طور پر منانے اور اپنے غیر مسلم بھائیوں کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی پیام سنانا چاہئے۔ شمالی ہند اور بیرون ہند سے علماء کو بلایا جاتا ہے اور صرف مسلمانوں کو سنایا جاتا ہے بجائے اس کے غیر مسلم برادران وطن کے ذمہ داروں کو بلایا جاتا اور ان کی مقدس کتابوں وید، پران اور گیتا وغیرہ کے حوالوں سے ان کو توحید کا پیغام دیا جاتا۔ اس سے نہ صرف ہمارا فریضہ کسی حد تک ادا ہوگا بلکہ آپس کی غلط فہمیاں بھی دور ہوسکتی ہیں۔ میری تمام ذمہ داران جلسہ وعلماء کرام سے گزارش ہے کہ کم ازکم آنے والے دنوں میں منعقد ہونے والے جلسوں کو تبلیغ اسلام کا ذریعہ بناکر عنداللہ سرخ رو ہوں۔

جس طرح احمد مختار ہیں نبیوں میں امام
بس اسی طرح یہ امت ہے امام الاقوام

صاحبزادہ الحاج سید ذبیح اللہ حسینی، حیدرآباد

دہشت گردی کو مٹانا ممکن ہے

آج دہشت گردی وبائی مرض کی طرح پوری دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ جس کا سب سے زیادہ اثر بھارت اور پاکستان پر پڑرہا ہے۔ پاکستان خود اپنے ہی بچھائے گئے جال میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ حالانکہ دہشت گردوں کا کسی طبقہ یا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ گزشتہ دنوں سپریم کورٹ کے جج مارکنڈے کاٹجو نے ایک موقع پر ایک کہا'' دنیا میں بھی ذاتوں میں اچھے لوگوں کے ساتھ ساتھ کچھ برے لوگ ضرور ہوتے ہیں لہٰذا چند لوگوں کی وجہ سے پورے طبقے کو برا کہنا غلط ہے۔'' سوامی اگنی ویش کہتے ہیں کہ'' دہشت گردوں کا کوئی مذہب ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ انسان نہیں درندے ہوتے ہیں۔ دہشت گردی کو پیدا کرنے والا دنیا میں ایک واحد ملک امریکہ ہی ہے عربوں کی زمین پر یہودیوں کو آباد کیا۔ عراق سے کویت کو ۱۹۶۵ء میں الگ کیا۔ عراق اور افغانستان کی حکومتوں کو تبدیل کرڈالا۔ کوریا، کمبوڈیا، اور ویتنام کو برباد کیا۔ پاکستان میں بھی دہشت گردی کو امریکہ نے ہی فروغ دیا تھا۔'' لہٰذا مذکورہ بالا باتوں کی روشنی میں دہشت گردی کو ختم کرنے کے متعلق کچھ قیمتی مشورے بھی سامنے آئے ہیں جن پر ایمانداری سے عمل کرکے اس کا مقابلہ ممکن ہے۔ اس سلسلے میں تین نکات قابل ذکر ہیں۔ اوّل یہ کہ سب سے پہلے ہماری سرحدوں پر تعینات فوجیں (BSF) کو الرٹ رہنا ہوگا تاکہ دہشت گرد بھارت میں دراندازی نہ کرسکیں، ہماری سرحدوں پر تعینات افواج کی غفلت کی وجہ سے دہشت گرد آسانی سے ملک میں داخل ہوجاتے ہیں۔ دوسری اہم بات جس کی جانب خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کہ سرکار کو معاشرے کے کمزور طبقات کی زندگی میں بہتری لانے کی کامیاب کوشش کرنا ہوگا۔ کشمیری عوام کے اقتصادی تعلیمی وسماجی مسائل حل کرنے ہوں گے اور حکومت کے نظام میں مقامی لوگوں کی حصہ داری ضروری ہے اور کشمیر کی حفاظت کی ذمہ داری کشمیریوں پر ہی ڈالنی چاہئے۔ تیسرا سب سے اہم کام ملک کے عوام کو متحد کرنے کے لئے ان میں بیداری پیدا کرنا ہے اس کے لئے دو کام کرنے ضروری ہیں۔ سنگھ پریوار کو اپنی مسلم مخالف پالیسی تبدیل کرنی ہوگی۔ شرانگیز تقریروں پر قابو پانا ہوگا۔ اسلامی دہشت گردی کا نعرہ بند کرنا ہوگا۔ مسلم تنظیموں کی طرح انہیں بھی دہشت گردی کے خلاف آواز بلند کرنا ہوگا جس طرح دیوبند، دہلی اور حیدرآباد میں دہشت گردی کے خلاف کانفرنسیں ہوئیں جن میں غیر مسلم دانشوروں کو مدعو کیا گیا ٹھیک یہی قدم انہیں بھی اٹھانا ہوگا اور اپنے جلسوں میں مسلم علماء اور دانشوروں کو بلاکر ان کے خیالات جاننے ہوں گے۔ اگر صدق دل سے یہ کوشش کی جائے گی تو ایک دن دہشت گردی خود بخود ختم ہوجائے گی۔ اتحاد قائم کرنے کے لئے ہمیں ایک دوسرے کا اعتماد حاصل کرنا بے حد ضروری ہے ملک کی سبھی سیاسی جماعتوں کو اقتدار سے بالاتر ہوکر ملکی سالمیت کے لئے مل کر سوچنا ہوگا۔

محمد رشید...... جن ہت کاایڑی کمیٹی، ٹینس کورٹ راج ٹاکیز روڈ، ٹونک راجستھان

انتخابات اور غیر ملکی مداخلت

شاید کسی بھی ملک کے انتخابات غیر ممالک کے مرہون منت نہ ہوں لیکن ہندوستان میں ہونے والے انتخابات غیر ممالک کے مرہون منت ضرور ہیں۔ حالانکہ اس حقیقت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہندوستان میں انتخابات کی عالمی سطح پر اہمیت ہے کیونکہ ہندوستان کا شمار آبادی، جمہوریت اور ترقی کے لحاظ سے دنیا کے چند ترقیاتی ممالک میں ہوتا ہے اور دنیا کے اس سب سے بڑے جمہوری ملک کے انتخابات پر بڑے بڑے ممالک کی نظر مرکوز ہوتی ہے۔ آئندہ ہونے والے انتخابات میں کس سیاسی جماعت کو حکومت کی تشکیل کا شرف حاصل ہوگا یہ تو انتخابات کے نتائج پر منحصر ہے لیکن سوچنا، دیکھنا اور انتظار کرنا اس بات کا ہوتا ہے کہ فرقہ پرست جماعتوں کو سیاسی شہ دینے والے غیر ممالک اپنی درپردہ سیاسی حکمت عملی کا کھیل کھیل کر ان فرقہ پرست سیاسی جماعتوں کے لیڈروں کی کامیابی کے لیے ہندوستان میں کون کون سے حربے استعمال کریں گے۔ یہ جماعتیں ملک کے مسلمانوں کو جس طرح پسماندہ بنانے اور ان کا قتل عام کرنے میں ہر وقت جتنی توانائی صرف کرتی رہتی ہیں ان سے زیادہ غیر ممالک ہر وقت کوشاں رہتے ہیں اور یہ ممالک اپنی سیاسی حکمت عملی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ان جماعتوں کے لیڈروں کو ہر طرح کی درپردہ مدد کرتے ہیں۔ یہ ممالک یہ چاہتے ہیں کہ اگر ان کے ہاتھ میں ملک کا اقتدار آجاتا ہے تو ہمیں منزل تک پہنچنے میں آسانی ہوجائے گی کیونکہ ہندوستان کے مسلمان فرقہ پرست حکومت کے مرہون منت اور ماتحت ہوکر رہ جائیں گے اور پھر جب امریکہ اور اسرائیل ایران اور ایشیا کے دیگر مسلم ممالک پر حملہ اور قبضہ کریں گے تو یہ حکومت ہمیں ہر طرح سے تعاون دے گی اس لئے ہندوستان کے انتخابات میں ایسے تمام ممالک دخل اندازی کرکے ان فرقہ پرست جماعتوں کے لیڈروں کو ملک کے اقتدار تک لے جانے میں کوشاں رہتے ہیں اور یہ سب ملک وقوم کے لیے انتہائی مضر ہوتا ہے کہ کسی ملک کے معاملات اور سیاست میں غیر ممالک دخل اندازی کرکے اپنی پسند کی حکومت بنوائیں۔ غیر ملکی طاقتیں اس وقت ہی ایسا کرپاتی ہیں جب ملک کے سیاسی لیڈر خود اپنے مقاصد اور نظریات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے غیر ممالک کی مدد حاصل کریں اور خود بھی اپنے ہی ہم وطنوں کے قاتل بن جائیں۔ ایسی صورت میں اپنے ملک کے لوگ دوسرے ملک سے مل کر غداری کا عمل کریں تو کیا وہ غدار نہیں کہلائیں گے اور ایسے غداروں سے ملک کو محفوظ رکھنا ملک کے ہر شہری کا اولین فرض ہے اور اس کی صورت یہی ہے کہ انتخابات میں فرقہ پرست جماعتوں کے لیڈروں کو کامیابی کا کوئی بھی موقع فراہم نہ کیا جائے۔

حکیم سراج الدین ہاشمی، ہاشمی دواخانہ، محلہ قاضی زادہ، امروہہ

اہم خبروں کا اختصار

ملکی

● نئی دہلی- سماج وادی پارٹی کے جنرل سکریٹری امر سنگھ نے یہاں نامہ نگاروں سے کہا کہ ہم سونیا گاندھی کے ساتھ ہیں اور آگے بھی رہیں گے۔ لیفٹ کے لیڈر جو اس وقت مایاوتی کی ساتھ ہیں تو ملائم سنگھ یادو ان کے ساتھ کیسے ہوسکتے ہیں۔ یہ انہیں طے کرنا ہوگا کہ انہیں مایاوتی چاہئے یا ملائم سنگھ، ویسے بھی تیسرے مورچہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس میں صرف بڑے لیڈروں کی بھیڑ ہے۔

● نئی دہلی- کانگریس کی صدر سونیا گاندھی نے پارٹی کے ترجمان ''سندیش'' میں کہا کہ پارٹی کے کارکنوں میں الیکشن کا ٹکٹ حاصل کرنے کی خواہش فطری ہے لیکن ہر کسی کے لئے گنجائش نہیں نکل سکتی اس لئے پارٹی کے کارکنان ذاتی اختلافات کو پس پشت ڈال کر لوک سبھا انتخابات میں پارٹی کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کریں۔

● بھونیشور- اڑیسہ میں بی جے پی کی حمایت واپسی کے باوجود نوین پٹنائک حکومت نے اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرلیا۔

● بریلی، اجین- عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس پر لکھنؤ، بریلی اور اُجین میں حالات کافی کشیدہ ہوگئے۔

● نئی دہلی- وزیر اعظم منموہن سنگھ نے عید میلاد النبیؐ کے موقع پر بچوں سے ملاقات کے دوران کہا کہ ہمارا آئین لوگوں کو اپنی پسند کے حساب سے کسی بھی مذہب کو ماننے کی پوری آزادی دیتا ہے لیکن یہ کسی کو دوسرے مذاہب کی نکتہ چینی کرنے یا نیچا دکھانے کا لائسنس فراہم نہیں کرتا۔

● جودھپور- حکومت نے بارڈر سیکورٹی فورسیز مستحکم کرنے کے لئے ۲۹ نئی بٹالین اور بین الاقوامی سرحدوں میں ۵۰۹ نئی سرحدی چوکیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ جانکاری یہاں بی ایس ایف کے ڈائریکٹر جنرل ایم ایل کماوت نے نامہ نگاروں کو دی۔

● ارول- ضلع کے پنچ بیگھا گاؤں میں مشتبہ ماؤنوازوں نے دو بچوں سمیت چار لوگوں کو مارڈالا۔

● شملہ- ہماچل پردیش کے ڈاکٹر راجندر پرساد سرکاری میڈیکل کالج کے ایک طالب علم امن کچرو کی ریگنگ کے دوران ہوئی موت کے معاملہ میں وارڈن، میجر اور دو گارڈ کو معطل کردیا گیا، کالج کے پرنسپل نے استعفیٰ دے دیا، حکومت نے معاملے کی عدالتی تفتیش کا حکم دیا ہے۔

● دھرم شالہ- تبت کے روحانی رہنما دلائی لامہ نے تبت میں ناکام بغاوت کی ۵۰ ویں سالگرہ پر اپنی تقریر میں کہا کہ چین- تبت مذاکرات کسی ٹھوس نتیجے پر نہیں پہنچ سکے اور احتجاج کرنے والوں کے خلاف کارروائی نے تبتی عوام کو مزید پریشانی میں ڈال دیا۔

● چنڈی گڑھ- پنجاب میں تعزیرات ہند اور منشیات مخالف ایکٹ کے تحت جیل میں بند ۸۲ قیدی کے پیرول پر رہا ہونے کے بعد واپس نہیں لوٹے۔ یہ انکشاف ریاستی اسمبلی میں پیش کی گئی ایڈیٹر جنرل کی رپورٹ میں کیا گیا۔

● نئی دہلی- سپریم کورٹ نے اپنے ایک فیصلے میں کہا ہے کہ اگر سرکار کسی اعلیٰ عہدے پر ترقی کے لئے ڈگری اور ڈپلوما انجینئروں کو یکساں تسلیم کرتی ہے تو یہ حیرانی غیر آئینی نہیں ہے۔ کیونکہ اس فیصلہ کا پورا اختیار انتظامیہ کو حاصل ہے۔

● نئی دہلی- حکومت نے روپے کے لئے ڈالر، پونڈ یورو اور ین کی طرح ایک شناختی نشان تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے لئے ایک عوامی مقابلہ کا اعلان کرکے ۱۵ / اپریل ۲۰۰۹ء تک عام لوگوں سے شناختی نشان کا ڈیزائن بھیجنے کو کہا ہے۔ اس کے لئے ڈھائی لاکھ روپے کا انعام بھی مقرر کیا ہے۔

● نئی دہلی- جلد ہی ٹیلی کام آپریٹر بدلنے پر بھی آپ کا موبائل نمبر نہیں بدلے گا۔ ٹیلی کام محکمہ ڈاٹ نے موبائل نمبر پورٹیبلیٹی کی راہ میں قدم بڑھاتے ہوئے اس اسکیم کو انجام دینے کیلئے امریکہ کی دو کمپنیوں سینورس ٹیکنالوجی اور ریل کو ڈایا ٹیکنالوجی کا انتخاب کیا ہے۔

● نئی دہلی- ۲ / دسمبر ۱۹۸۴ء کو ہوئے بھوپال گیس سانحہ کے پندرہ سال بعد گیس رساؤ سے لوگوں کی صحت پر پڑنے والے اثرات کی اسٹڈی رپورٹ جاری کی گئی۔ متاثرین کا الزام ہے کہ کمپنی یونین کاربائیڈ کو فائدہ پہنچانے کے لئے رپورٹ دبائی گئی تھی کیونکہ اگر رپورٹ پہلے آتی تو کمپنی کو زیادہ

بین الاقوامی

● کولمبو- ضلع متارا کے گوڈاپیٹا میں ایک مسجد کے قریب عید میلاد النبیؐ کی ایک تقریب میں خودکش حملے سے ۱۶ / افراد ہلاک اور ٹیلی مواصلات کے وزیر سمیت ۲۰ / افراد زخمی ہوگئے۔ حکومت سری لنکا نے اس میں باغی ایل ٹی ٹی ای کا ہاتھ بتایا ہے۔

● لندن- انگلینڈ اور ویلز میں جرائم پیشہ افراد کو راہ راست پر لانے کے لئے مختلف آزمائشی علاقوں کے لئے آئندہ تین سال کے دوران بجٹ میں ۲۵ فیصد تک کمی کے باعث پروبیشن سروس کے ڈھائی ہزار اہلکاروں کے بے روزگار ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ بات ٹریڈ یونین اینڈ پروفیشنل ایسوی ایشن برائے فیملی کورٹ و پروبیشن اسٹاف ناپو نے کہی ہے۔

● نیویارک- نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق گوانتاناموبے کے امریکی حراستی مرکز میں قید پانچ ملزموں نے فوجی کمیشن کے سامنے پیش ایک دستاویز میں نائن الیون حملے کا الزام قبول کرلیا۔

● اسلام آباد- پاکستان کے صدر آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ ملک میں جمہوریت اور ادارے مستحکم ہورہے ہیں، اس بارے میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہئے اور کسی کو پاکستانی قوم کی قوت کے بارے میں غلط اندازہ نہیں لگانا چاہئے۔

● واشنگٹن- امریکی محکمہ خارجہ کے کارگزار ترجمان رابرٹ ووڈ نے یہاں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ ہند- امریکہ جوہری معاہدے کو انجام تک پہنچانے میں ہندوستانی خارجہ سکریٹری شیو شنکر مینن کا اہم رول ہے۔

● کٹھمنڈو- چینی حکمراں کے خلاف بغاوت کی ۵۰ ویں برس مناتے ہوئے یہاں دو ہزار سے زیادہ تبتی بھکشوؤں اور شہریوں نے گرفتاری دی۔

● اسلام آباد- صدر آصف علی زرداری نے اپنے دورۂ ایران سے پہلے کہا کہ ہم نے تجویز رکھی ہے کہ ۵ء۷ ارب ڈالر والے گیس پائپ لائن سمجھوتہ میں اگر ہندوستان شامل نہیں ہوتا ہے تو بھی پاکستان اور ہندوستان اپنے اس منصوبے کو پورا کریں گے۔ منصوبہ میں تاخیر کی وجہ قیمت اور راستہ کی فیس پر اختلاف اور ہند- پاک تعلقات میں کشیدگی بتائی جاتی ہے۔

● اسلام آباد- پاکستان کے وفاقی وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے کہا ہے کہ ابھی تک لاہور میں سری لنکا کرکٹ ٹیم پر حملہ میں کسی ملکی تنظیم کے ملوث ہونے کے ٹھوس ثبوت نہیں ملے ہیں بلکہ تفتیش کاروں کو اس حملے کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ ہونے کے اشارے ملے ہیں۔ ادھر سری لنکا نے اس میں ایل ٹی ٹی ای کا ہاتھ ہونے کا شبہ ظاہر کیا ہے۔

● واشنگٹن- امریکی محکمہ خارجہ کے کارگزار ترجمان رابرٹ ووڈ نے کہا ہے کہ پاکستان ممبئی حملوں کے سلسلہ میں ہندوستان کو کچھ اہم معلومات فراہم کرا رہا ہے اور وہ اپنی جانچ میں تیزی لاکر ہندوستان کی مزید مدد کرسکتا ہے۔

● جکارتہ- انڈونیشیا کی سرکاری تیل کمپنی پیرتامینا کی ڈائریکٹر کرن اگیتاوان نے کہا ہے کہ ایران کے ساتھ مشترکہ مہم کے طور پر ریفائنری کھولنے کا جو پروجیکٹ ہم نے شروع کیا ہے، اس کی تکمیل میں تاخیر ہوگی۔ یہ ریفائنری ۲۰۱۵ء یا ۲۰۱۶ء میں شروع ہوگی۔

● پنٹاگن- چین نے کہا ہے کہ جنوبی جزیرے ہینان میں چینی بحری جہازوں کے ساتھ محاذ آرائی کرنے والے امریکی بحری جہاز نے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی ہے۔

● بغداد- ایک خودکش بمبار نے مغربی بغداد کے ایک پرہجوم بازار میں قبائلی رہنماؤں اور سیکیورٹی افسران کے ٹور کے دوران دھماکہ کرکے ۳۰ افراد کو ہلاک اور دیگر ۲۸ کو زخمی کردیا۔

● لندن- متحدہ قومی موومنٹ کے سربراہ الطاف حسین نے کہا ہے کہ پاکستان میں اقتدار کے لئے موجودہ سیاسی کشمکش ملک کے مفاد میں نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں فوج دوبارہ اقتدار میں آسکتی ہے۔ نواز شریف سے کیا گیا وعدہ پورا نہ کرنا صدر آصف علی زرداری کے لئے نقصان دہ ہوگا۔ میں دونوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مذاکرات شروع کرکے سیاسی درجہ حرارت کو کم کریں۔

● دمشق- شام نے کیرل ازم کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے شیئر بازار کا آغاز کرنے کا اعلان کیا ہے۔

مرکزی ذمہ داران کی ماہانہ نشست

نئی دہلی- جماعت اسلامی ہند کے مرکزی ذمہ داران کی ماہانہ نشست مرکز جماعت میں ۳ / مارچ کو نائب امیر جماعت جناب محمد جعفر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ سکریٹری شعبہ اسلامی معاشرہ مولانا محمد رفیق قاسمی نے حلقہ پنجاب و ہماچل پردیش کے 15 مقامات کے اپنے ایک ہفتہ کے دورے کے بارے میں بتایا کہ اس دوران موجودہ حالات کا جائزہ لے کر یہ سمجھنے کی کوشش کی گئی کہ پنجاب، جہاں تقسیم وطن سے قبل جماعت اسلامی کا مرکز تھا اور وہاں سے تحریک کو بہت سی عظیم شخصیات حاصل ہوئی تھیں، اس ریاست میں اب کیا موانع اور رکاوٹیں ہیں جن کو دور کرکے تحریک کے کام کو فروغ اور استحکام حاصل ہوسکتا ہے۔ دورے کے بعد حلقے کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں حالات پر غور کرکے کچھ تجاویز مرکز کو توثیق کے لئے پیش کردی گئی ہیں۔

مولانا نے آندھرا پردیش میں نظام آباد اور حیدرآباد کا بھی ایک ہفتہ کا دورہ کیا۔ نظام آباد میں جماعت کے ضلعی اجتماع میں 15 ہزار شرکاء میں 9 / ہزار خواتین تھیں جن کو ''قوا انفسکم واھلیکم نارا'' کے موضوع پر خطاب کیا گیا۔ حیدرآباد جنوب کے ارکان و کارکنان کو بھی خطاب کیا گیا۔ مختلف اسکولوں کا بھی جائزہ لیا گیا اور طلبہ اور اساتذہ کو خطاب کیا گیا۔ علماء و ائمہ حضرات کے ایک اجتماع میں بھی اظہار خیال ہوا اور اس کے علاوہ بھی ان سے ملاقاتیں کی گئیں۔ سکریٹری شعبہ نے صدر ایران کے مشیر برائے امور ثقافت کی نئی دہلی آمد پر منعقدہ پروگرام میں اور مجلس علمائے ہند کی طرف سے غزہ کے حالات پر منعقدہ پروگرام میں خطاب کیا۔ صدر ایران کے ایک دوسرے مشیر جناب علی اکبر اشعری کی دہلی آمد پر ایران کلچرل ہاؤس میں منعقدہ نشست میں سابق امیر جماعت ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری کے ساتھ شرکت و گفتگو رہی۔

مولانا سید ارشد مدنی کے نمائندے مولانا مفتی اشفاق اعظمی مرکز تشریف لائے، موصوف سے تفصیلی گفتگو کی گئی۔ جناب محمد اقبال ملا صاحب سکریٹری شعبۂ دعوت نے حلقہ یوپی مغرب کی خواتین دعاۃ کے علی گڑھ میں منعقدہ دوروزہ کیمپ کی تفصیلات پیش کیں۔ حلقہ مدھیہ پردیش کے آدی باسی سماج کے مسائل اور حل کے موضوع پر جبل پور میں دوروزہ ورک شاپ کی روداد بھی پیش کی گئی۔ 15 اور 16 / فروری کو اسی موضوع پر مرکز جماعت میں تنظیمی حلقہ جات کے ذمہ داران کا بھی اجتماع منعقد ہوا جس کو قیم جماعت جناب نصرت علی، نائب امیر جماعت جناب صدیق حسن اور جناب اعجاز احمد اسلم نے خطاب کیا۔ آدی باسی زبان نگپوریا میں دعوتی نغمات کے آٹھ کیسٹ رانچی میں تیار کرائے گئے۔ حلقہ آسام کو دعوتی کتب روانہ کی گئیں اور اسلامی اکیڈمی نئی دہلی کے طلبہ جماعتی ذمہ داران کے لیکچرس کا اہتمام کروایا گیا۔

تفہیم القرآن کی مختلف زبانوں میں اشاعت کے پروجیکٹ کی تیاری بھی کی جارہی ہے۔ مختلف ہدایت یافتگان کے کچھ مسائل بھی حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ سکریٹری شعبۂ رابطہ عامہ جناب اعجاز احمد اسلم اور اسسٹنٹ سکریٹری ملی وملکی مسائل جناب انتظار نعیم نے سرودھرم سنسد کی دعوت پر کچھ سماجی وملکی مسائل پر غور وخوض کے لئے رشی کیش (اتراکھنڈ) میں 14، 15 / فروری کو منعقدہ پروگرام میں شرکت کی۔ وہاں زیر گفتگو آئی قراردادوں پر اسلامی نقطہ نظر سے اظہار خیال کیا اور قرار دادوں کو مناسب و متوازن رخ دینے کی کوشش کی۔ مختلف مذاہب کے ذمہ داران و نمائندہ حضرات سے رابطہ و گفتگو کے مواقع سے استفادہ کیا گیا۔ اسسٹنٹ سکریٹری شعبۂ رابطہ عامہ جناب رفیق احمد نے دہلی اور بنگلور میں مختلف تنظیموں، اداروں، میڈیا اور دیگر میدانوں کی تیس سے زائد اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور تحریک کا تعارف کرایا۔ شعبۂ تعلیم کے سکریٹری جناب اشفاق احمد صاحب نے ذمہ داران جماعت کو ''تعلیمی اداروں کی درجہ بندی بذریعہ خود احتسابی'' نامی کتاب مرتبہ ڈاکٹر بدرالاسلام، پیش کی جس کو مرکز جماعت سے ہی شائع کیا گیا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ جناب سید حامد چانسلر جامعہ ہمدرد نے تحریر فرمایا ہے اور اس کاوش کی تحسین کی ہے۔ درسی کتب کی تیاری کا کام جاری ہے۔ سکریٹری تعلیمات اور سکریٹری ملی وملکی مسائل جناب مجتبیٰ فاروق نے AIITA کے ناگپور اجلاس میں شرکت کی جہاں نئی میقات کے لئے ذمہ داران کا انتخاب عمل میں آیا۔

جناب اشفاق احمد نے حلقہ اترپردیش مشرق کے آٹھ تعلیمی اداروں کا اپنے رفقاء کے ساتھ جائزہ لیا اور ضروری مشورے دیئے۔ سکریٹری شعبہ نے حلقہ مہاراشٹر کی نقل مخالف مہم کے اورنگ آباد میں 15 / فروری کو منعقدہ اختتامی پروگرام میں صدارتی خطاب میں اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے آغاز ہی سے کوشش کرنے پر زور دیا۔ مدارس دینیہ کے تدریسی تربیت کے ایک سالہ کورس کے مسودے اور تمام مضامین کے نصاب کے جائزے کے لئے ۱۲ / تا ۱۴ / فروری کو اورنگ آباد میں ایک ورکشاپ ہوا۔ اسسٹنٹ سکریٹری ملی وملکی مسائل جناب انتظار نعیم نے یوگا گرو سوامی رام دیو جی کو بابری مسجد کو اپنی بنیادوں پر ازسرنو تعمیر کی حمایت کا منصفانہ موقف اختیار کرنے کے لئے مکتوب کے ذریعہ متوجہ کیا۔ دہلی میں ہومینیٹی اینڈ پیس سوسائٹی کے دہشت گردی کے موضوع پر منعقدہ ایک پروگرام میں اظہار خیال کرتے ہوئے دہشت گردی پر اسلامی اور مسلم نقطہ نظر پیش کیا اور ملک میں تشدد اور فرقہ پرستی کے زہر کو پھیلانے والی قوتوں کو باہمی اتحاد اور یگانگت کے جذبے کے ساتھ شکست دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ انھوں نے جین منی رتن سندر سوری جی کی دعوت پر سماجی برائیوں کے ازالے کے موضوع پر تفصیلی گفتگو اور تحریک کا تعاون پیش کیا۔ نوئیڈا میں ''اسلام میں والدین کے حقوق'' کے موضوع پر منعقدہ غیر مسلم اور مسلم حضرات کے ایک اجتماع کو خطاب کیا۔ چین کے حکمراں کمیونسٹ کی دعوت پر جماعت اسلامی پاکستان کے وفد کے ایک ہفتہ کے خیر سگالی دورہ چین کو اہم قرار دیتے ہوئے جماعت کے سکریٹری جنرل جناب منور حسن کو مبارکباد پیش کی۔

اسلامک بینکنگ کمیٹی کے کنوینر جناب ایچ عبدالرقیب نے فروری میں اہم مسلم وغیر مسلم شخصیات سے رابطہ کیا اور ہندوستان میں اسلامی بینکنگ کے لئے راہ ہموار کرنے میں منہمک رہے۔ بھٹکل میں منعقدہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس کے موقع پر صدر بورڈ مولانا رابع ندوی صاحب اور دیگر اہم شخصیات کو بھی اسلامی بینکنگ کے سلسلے میں جاری کوششوں سے واقف کرایا۔ بھٹکل میں ہی جناب سید خلیل، ملک محمد ہاشم جناب موسیٰ رضا اور نثار شاداں صاحبان سے بھی اس موضوع پر گفتگو اور مشاورت رہی۔ علی گڑھ میں اسلامک مائکرو فائنانس کے موضوع پر دوروزہ کانفرنس منعقد ہوئی اور ایک ٹاسک فورس تشکیل دی گئی۔ اسی طرح کوچین میں ''اسلامک بنک ان انڈیا'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں بھی اظہار خیال کیا گیا۔ اسلامی بنکنگ کے حوالے سے مختلف اخبارات کے نمائندوں سے گفتگو کی گئی اور انٹرویو بھی دیا گیا۔ کوشش کی جارہی ہے کہ مختلف سیاسی پارٹیاں پارلیمنٹ الیکشن کے لئے تیار ہونے والے اپنے منشور میں بلاسودی بنکنگ کے قیام کو بھی شامل کریں۔ تمل ناڈو میں کانگریس پارٹی کے ریاستی صدر کو اس جانب متوجہ کیا گیا ہے۔ 17 / فروری کو امیر جماعت مولانا سید جلال الدین عمری، قیم جماعت جناب نصرت علی اور ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، سفیر ایران کی دعوت پر سفارتخانہ ایران تشریف لے گئے اور موصوف سے فلسطین اور دیگر ملی و عالمی امور پر باہم گفتگو کی۔ 18 / فروری کو حلقہ اترپردیش مشرق و مغرب کے نمائندوں سے مرکزی سیاسی سیل کے افراد کی گفتگو ہوئی۔ نشست میں امیر جماعت، قیم جماعت اور دونوں نائب امراء بھی شریک تھے۔ اس نشست میں اترپردیش میں پارلیمانی انتخاب میں، حکمت عملی پر غور ہوا۔ 28 / فروری کو امیر جماعت فقہ اکیڈمی کے اجلاس میں مدورئی تشریف لے گئے اور وہاں مختلف موضوعات پر اظہار خیال میں حصہ لیا۔ نشست میں جناب سید قاسم رسول الیاس نے میڈیا سیکشن کے بھی کاموں کی رپورٹ پیش کی۔ ●●

عام انتخابات سے قبل ریاستوں کا سیاسی وانتخابی منظرنامہ (۵)

(۱۰) مغربی بنگال

لوک سبھا کی نشستیں: ۴۲ — اسمبلی کی نشستیں: ۲۹۴

پارٹیاں	پارلیمانی الیکشن ۲۰۰۴ء	اسمبلی الیکشن ۲۰۰۶ء
سی پی آئی (ایم)	۲۶	بایاں محاذ ۲۳۵
سی پی آئی	۳	ترنمول کانگریس ۳۱
آر ایس پی	۳	کانگریس ۲۱
فارورڈ بلاک	۳	دیگر ۶
کانگریس	۶	
ترنمول کانگریس	۱	

نوٹ: نئی حد بندی سے محفوظ نشستوں کی تعداد بڑھ کر ۱۲ ہوگئی ہے۔ لوک سبھا اور اسمبلی حلقوں میں بڑے پیمانے پر تبدیلی نہیں آئی ہے۔ البتہ ترنمول کانگریس نے بی جے پی کے ساتھ اتحاد ختم کرکے کانگریس کے ساتھ جو انتخابی اتحاد کیا ہے اس کی وجہ سے بائیں محاذ اور ترنمول کانگریس اتحاد کے درمیان مقابلہ دلچسپ ہوگا اور بائیں محاذ کو کچھ نقصان پہنچ سکتا ہے کیونکہ اس کے مخالف ووٹوں کی تقسیم کا امکان کم رہے گا۔

(۱۱) آندھرا پردیش

لوک سبھا کی نشستیں: ۴۲ — اسمبلی کی نشستیں: ۲۹۴

پارٹیاں	پارلیمانی الیکشن ۲۰۰۴ء	اسمبلی الیکشن ۲۰۰۴ء
کانگریس	۲۹	۱۸۵
ٹی ڈی پی	۵	۴۷
ٹی آر ایس	۵	۲۶
آزاد ودیگر	۳	۳۶

نوٹ: نئی حد بندی سے لوک سبھا کے ۱۲ اور اسمبلی کی ۱۰۱ نشستیں متاثر ہوئی ہیں۔ اس ریاست میں لوک سبھا کے ساتھ اسمبلی انتخابات بھی ہوں گے۔ عموماً مقابلہ کانگریس اور تیلگو دیسم کے درمیان ہوتا رہا ہے لیکن اس بار حالات بدلے ہوئے ہیں۔ ایک تو ٹی آر ایس نے کانگریس کے ساتھ اتحاد ختم کرکے تیلگو دیسم کے حلیف بن گئی۔ اس سے تلنگانہ کی ۱۷ پارلیمانی نشستوں کے نتائج متاثر ہوسکتے ہیں۔ فلم اسٹار چرنجیوی کی نئی پارٹی پر جارجیم کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے مقابلہ سہ رخی ہونے کا امکان ہے۔ ذات پات کی سیاست اس بار انتخابات پر اثر انداز ہوگی اور نتائج کا انحصار بہت حد تک اس پر ہوگا کہ چرنجیوی کی پارٹی کتنا ووٹ پاتی ہے اور کس کا ووٹ کاٹتی ہے۔

(۱۲) ہریانہ

لوک سبھا کی نشستیں: ۱۰ — اسمبلی کی نشستیں: ۹۰

پارٹیاں	پارلیمانی الیکشن ۲۰۰۴ء	اسمبلی الیکشن ۲۰۰۵ء
کانگریس	۹	۶۶
بی جے پی	۱	۲
انڈین نیشنل لوک دل	......	۹
آزاد ودیگر	......	۱۳

نوٹ: ۱۹۶۴ء میں پنجاب سے الگ ہوکر بنی اس ریاست میں نئی حد بندی کا معمولی اثر ہوا ہے۔ البتہ یہاں کی سیاست اور سیاسی پارٹیوں کی حالت ہمیشہ غیر یقینی رہتی ہے۔ کانگریس کے علاوہ سبھی پارٹیوں کے اتحاد ہر الیکشن میں بدلتے رہتے ہیں۔ حسب سابق اس بار بھی مقابلہ دورخی کانگریس اور انڈین نیشنل لوک دل کے درمیان رہے گا۔

مسجد اشاعت اسلام میں خطبۂ جمعہ

آپؐ کی سیرت طیبہ سراپا باعث خیر و برکت ہے

نئی دہلی- ''آپ کی سیرت کا جتنا بھی ذکر کیا جائے، کم ہے۔ اس کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ آپ کی زندگی کے اتنے پہلو ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک پہلو کو بھی کوئی بیان کرنا چاہے تو شاید کئی جلسے درکار ہوں گے کئی تقریریں کرنی ہوں گی۔ کئی کتابیں لکھنی ہوں گی۔ تب آپ کی زندگی کے کسی ایک پہلو کا شاید بیان ہوسکے گا۔''

ان خیالات کا اظہار مولانا سید جلال الدین عمری امیر جماعت اسلامی ہند نے ۶ / مارچ کو مسجد اشاعت اسلام کے خطبہ جمعہ میں کیا۔ سیرت پاک کا ذکر بطور خاص ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے کیا گیا جو نبی کریمؐ کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے۔ یوں آپ کا ذکر خیر کوئی وقتی اور موسمی چیز نہیں ہے۔ بلکہ یہ دائمی اور سدا بہار چیز ہے کیونکہ امت کو ہمیشہ اور ہر حال میں آپؐ کے اسوے سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں اہل ایمان کو نبی پاکؐ پر کثرت سے درود بھیجنے کی مستقل تاکید و ہدایت فرمائی ہے کہ ''اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں تو اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر بکثرت درود وسلام بھیجو۔''

امیر جماعت نے کہا کہ نبیؐ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کی سیرت خود قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے جو کہ ایک نہایت محفوظ اور مستند دستاویز ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر اب تک آپ کی حیات مبارکہ پر بے شمار کتابیں معرض موجود میں آچکی ہیں۔

مولانا نے کہا کہ سابقہ انبیاء کا پیغام کسی خاص قوم اور خطہ زمین کے لئے ہوتا تھا کیونکہ اس وقت ایسے وسائل دستیاب نہیں تھے کہ اس پیغام کو ساری دنیا میں پھیلایا جاسکتا مگر حضرت محمدؐ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کا پیغام ساری دنیا کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہے اور آپؐ پر دین اسلام کی تکمیل ہوئی مگر آج کے دور کا یہ سانحہ ہے کہ جو رسول ساری دنیا کے لئے رحمت بن کر آیا اور جس کی تعلیم ساری دنیا کے لئے اور پوری انسانیت کے لئے ہے، آج اس کی ذات پر اور اس کی تعلیمات پر ہر طرف سے حملے ہورہے ہیں اور ایسے انداز میں حملے ہورہے ہیں جس کا ذکر بھی زبان پر نہیں لایا جاسکتا۔ اسے اس کی بدنصیبی اور بدتوفیقی ہی کہا جاسکتا ہے۔

امیر جماعت نے اس بات پر گہرا افسوس ظاہر کیا کہ اگر ہم نے دنیا والوں تک آپ کا پیغام پہنچایا ہوتا تو شاید آج یہ نوبت نہ آتی۔ انہوں نے کہا کہ اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے رہیں گے۔ جب تک نبی زندہ رہے اس وقت بھی اعتراض کرنے والوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا لیکن یہ بتانا آپ کا اور ہمارا کام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلاتفریق و امتیاز سارے عالم کے لئے رحمت بن کر آئے تھے اور آپ کی ایک ایک تعلیم، آپ کا دیا ہوا عقیدہ و فکر اور اخلاق وتہذیب اور معاشرت ہر چیز سرتا سر باعث خیر و برکت ہے۔

مرکز کا ہفتہ وار اجتماع

اتحاد بین المسلمین کیلئے علم اور سنجیدگی ضروری ہے

نئی دہلی- مرکز جماعت اسلامی ہند کے ہفتہ وار پروگرام میں معروف شیعہ عالم مولانا ذی شان ہدایتی (رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے سیرت پاک کی روشنی میں اتحاد بین المسلمین کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ سیرت پاکؐ سے اتحاد بین المسلمین کے لئے مواد فراہم کرنا نہایت مشکل کام ہے اور ایک بہت کٹھن موضوع ہے۔ مولانا ہدایتی جو ''مجلس فکر وعمل'' کے بانی اور صدر ہیں نے مسلمانوں کے درمیان اختلاف کے چند بنیادی اسباب قرار دیئے: (۱) جہالت (۲) خیانت (۳) ضد (۴) جھوٹ (۵) خود فریبی۔

مولانا نے اس موقع پر اس حدیث رسولؐ کا غلط مفہوم لینا بھی اختلاف بین المسلمین کی ایک وجہ قرار دی جس میں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ عنقریب میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے اور ان میں سے ایک فرقہ ناجی (نجات یافتہ) ہوگا'' اور بدقسمتی سے آج ہر فرقہ خود کو ناجی اور دوسرے کو گمراہ قرار دے رہا ہے۔ مولانا ہدایتی نے اتحاد بین المسلمین کی کوشش کے بار آور نہ ہونے کا اہم سبب عدم اخلاص قرار دیا اور کہا کہ اتحاد بین المسلمین کی آواز کہاں سے نکلتی ہے، یہ محل نظر ہے کیوں کہ دل سے جو بات نکلتی ہے، وہ دل پر جا کر اثر انداز ہوتی ہے۔

انہوں نے اختلاف دور کرنے کی سب سے موثر تدبیر یہ بتائی کہ مسلمان سب سے پہلے اپنی جہالت دُور کریں مخالف نقطہ نظر کو سنجیدگی سے سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے مستند لٹریچر کا مطالعہ کریں، ضد، انانیت اور ہٹ دھرمی سے باز آئیں اور مخالف نقطہ نظر رکھنے والے کے لئے احترام اور متبادل کے اصول پر عمل کریں تو وہ ایک دوسرے سے قریب آسکیں گے۔ ●●

مولانا زاہد حقیقت میں زاہد تھے / امیر جماعت

نئی دہلی- مرکز جماعت اسلامی ہند کے کانفرنس ہال میں اُردو کے ممتاز ادیب، شاعر، صحافی، مستند عالم دین اور تحریک ادب اسلامی ہند کے سرخیل حضرت ابوالمجاہد زاہد کے سانحہ ارتحال پر ادارہ ادب اسلامی ہند کے زیر اہتمام ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس کی صدارت مولانا سید جلال الدین عمری امیر جماعت اسلامی ہند نے کی، جب کہ نظامت کے فرائض ادارہ ادب اسلامی ہند کے سکریٹری جنرل جناب انتظار نعیم نے انجام دیئے۔ جلسے میں شہر کے ممتاز ادباء و شعراء اہل علم و دانش اور علماء وفضلاء، کالجوں و یونیورسٹیوں کے طلبہ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

امیر جماعت اسلامی ہند نے زاہد صاحب مرحوم کی گوناگوں علمی، ادبی اور اخلاقی وانسانی خصوصیات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ابوالمجاہد بظاہر نہ زاہد تھے، نہ مجاہد لیکن حقیقت میں وہ زاہد بھی تھے اور مجاہد بھی۔ انہیں عربی وفارسی زبان وادب میں مہارت حاصل تھی اور اس کے اثرات ان کے اُردو کلام پر نمایاں ہیں۔

جماعت اسلامی کی درسیات کے لئے زاہد صاحب کی صورت میں ایک ایسا ایڈیٹر مل گیا تھا جس کے بارے میں اطمینان تھا کہ ہماری درسیات میں علمی وادبی پہلو سے کوئی نقص نہ ہوگا۔ ڈاکٹر تابش مہدی نے کہا کہ مرحوم کی صحبت میں عجیب روحانی کیفیت تھی، صدر ادارہ ادب اسلامی شبنم سبحانی نے مرحوم کو بے مثال اور بے بدل شخصیت قرار دیا، جناب جاوید اقبال نے کہا کہ مرحوم پختہ کار اور کہنہ مشق شاعر و ادیب تھے، جناب انتظار نعیم نے انہیں منظوم خراج عقیدت پیش کیا، ابرار کرتپوری، ظفر مراد آبادی، راشد حامدی، حسنین سائر، قمر سنبھلی اور عمر منظر نے منظوم ومنثور خراج عقیدت پیش کیا۔ دوران جلسہ ابرار کرت پوری، راشد حامدی، قمر سنبھلی نے بزرگ شاعر کو خراج عقیدت پیش کیا۔

زاہد صاحب کی زندگی کی آخری نظم (الوداع) پڑھ کر سنائی گئی جس میں مسجد اشاعت اسلام سے لے کر مرکز جماعت اسلامی ہند اور اس سے وابستہ ذیلی ادارے، مرکزی مکتبہ اور دعوت وکانتی کے تمام بزرگوں اور خوردوں کو نام بنام ان کے اوصاف ومحامد کے ساتھ انہوں نے یاد کیا ہے اور ہر ایک کو الوداع کہا ہے۔

(رپورٹ: عبدالحق فلاحی)

آتش زدہ مقام کا دورہ

ٹمکور- ضلع کے تعلقہ سرا میں ۹ / مارچ کی رات اچانک آگ لگ جانے کی وجہ سے ۱۲ دوکانیں جل گئیں۔ یہ اطلاع ملتے ہی ہیومنی ٹیرین ریلیف سوسائٹی (ایچ آر ایس) کی ٹیم نے جناب ذاکر حسین کی قیادت میں جائے وقوع کا دورہ کیا اور متاثرین سے ملاقات کی۔ سرا کے مقامی ہمدردان ملت نے متاثرین کی ہر وقت مالی اعانت کی اور وعدہ کیا کہ وہ حادثہ کی جلد تحقیقات کرائیں گے۔ خیال ہے کہ حادثہ کسی شرارت کا نتیجہ نہیں تھا۔

افغانستان، اب امریکہ کا ناسور؟

عارف بہار

امریکہ کے نو منتخب صدر بارک اوباما نے تھوڑے سے ''اگر مگر'' کے بعد بہت محتاط انداز میں یہ اعلان کیا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کا طویل عرصے تک رہنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ یوں لگتا ہے کہ یا تو اوباما کے اس اعلان کو سمجھا ہی نہیں گیا یا پھر اوباما نے بات ہی کچھ بے تاثر انداز میں کی تھی کہ جو سیاسی تجزیہ نگاروں کی توجہ اپنی جانب مبذول ہی نہیں کرا سکی۔ سابق امریکی صدر آٹھ برس تک افغانستان میں آگ اور خون کا کھیل کھیلتے رہے لیکن انہوں نے کسی مرحلے پر اس بات کی وضاحت ضروری نہیں سمجھی کہ امریکہ آخر افغانستان میں چاہتا کیا ہے؟ افغانستان پر حملے کے کچھ عرصہ تک امریکہ کا جواب تھا اسامہ بن لادن۔ لیکن جوں جوں تلاش کا یہ سفر طویل ہوتا چلا گیا امریکہ خود بھی یہ بات بھولتا چلا گیا کہ وہ افغانستان کے ان خونیں پہاڑوں میں کیوں مارا مارا پھر رہا ہے جن میں آج بھی برطانیہ اور سوویت یونین کی صورتحال اپنے اپنے وقت کی دو سپر طاقتوں کے فوجیوں کے خون کے دھبے موجود ہیں۔ اگر زمین پر ایسی علامتیں موجود نہیں تو تاریخ کے صفحات میں یہ سب کچھ محفوظ ہے۔ یوں تو امریکہ کو افغانستان میں جس پریشان کن صورتحال کا سامنا ہے اس کا اندازہ وقتاً فوقتاً امریکی عہدیداروں کے بیانات سے ہوتا ہے لیکن اوباما کا بے تاثر گزر جانے والا بیان ان سب مشکلات کا نچوڑ ہے۔ یعنی وقت نے امریکہ کو اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ وہ جن کانٹوں میں اپنا دامن الجھا بیٹھا ہے وہ دامن کے لئے خطرہ بنتے جا رہے ہیں۔

اوباما کا بیان بھی اپنے اندر اتنی ہی معنویت لئے ہوئے ہے جتنی مقصدیت اور معنویت ۱۹۸۷ء میں سوویت سربراہ گورباچوف کی طرف سے افغانستان کو رستا ہوا ناسور قرار دینے والے بیان میں تھی اور یہ وہ وقت تھا جب سوویت یونین کے حوصلوں کی بیرونی تہہ ابھی تک ٹوٹنے نہیں پائی تھی لیکن اندر سے شکست و ریخت کا عمل جاری تھا اور گورباچوف کا بیان انہی ٹوٹے ہوئے حوصلوں کی کہانی سنا رہا تھا۔ اوباما کے بیان کو ۱۹۹۷ء کے برطانوی وزیر خارجہ کے اس بیان کے انداز میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جب برطانیہ آئرش ری پبلکن آرمی کے ساتھ چھتیس برس تک لڑائی کرنے کے بعد تھک چکا تھا اور اس کمبل سے نجات چاہتا تھا۔ برطانوی وزیر خارجہ نے ایک روز اچانک یہ اعلان کیا تھا کہ برطانیہ کے شمالی آئرلینڈ میں طویل المیعاد سامراجی مقاصد نہیں۔ گورباچوف کے بیان کی طرح برطانوی وزیر خارجہ کے بیان کے دوسرے برس ہی شمالی آئرلینڈ میں متحارب فریقین کے مابین معاہدہ ہو گیا تھا۔

۱۱/۹ کے حملوں کے بعد ۷ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ نے افغانستان پر حملے کے جو مقاصد بیان کئے تھے ان میں طالبان حکومت کا خاتمہ، القاعدہ کی تباہی اور اسامہ بن لادن کی گرفتاری شامل تھی۔ امریکہ نے محض ردعمل میں افغانستان پر چڑھائی کی اور اس کے لئے عالمی ادارے کی رسمی منظوری کا تکلف کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی تھی۔ لیکن جلد ہی انہیں یہ احساس ہو گیا کہ وہ تنہا اس دلدل کو سر نہیں کر سکتا اور اسی احساس کے تحت امریکہ نے اقوام متحدہ کی نگرانی میں نیٹو فورسز کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ امریکہ کے ۲۸,۳۰۰ براہ راست امریکی کمانڈ میں جب کہ ۲۳,۳۰۰ نیٹو فورسز کے ساتھ مل کر مصروف جنگ ہو گئے۔ نیٹو فورسز میں اکتالیس ملکوں کے ۵۵۱۰۰ شامل تھے۔ اس مشن کو Operation enduring freedom کا نام دیا گیا تھا۔ ایک ڈیڑھ برس تک امریکی اور نیٹو فوج القاعدہ اور طالبان کے خاتمے کے نام پر افغان معاشرے کو بری طرح جھنجھوڑتے رہے۔ ردعمل غصے اور انتقام میں عسکریت اور غیر عسکری، مجرم اور معصوم کی تمیز کئے بغیر میزائل کی بارش اور گرفتاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔

۲۰۰۲ء میں امریکی فورسز نے آپریشن اینا کونڈا کے نام سے افغانستان کی عسکریت پر فیصلہ کن برتری حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن امریکی اقدامات نے افغان معاشرے میں نئے امریکہ مخالف جذبات پیدا کئے۔ جس نے طالبان تحریک کے لئے آب حیات کا کام دیا اور امریکی غلطیوں سے طاقت حاصل کر کے طالبان نے از سر نو منظم ہونے کی کوششیں تیز کر دیں اور طالبان کے ساتھ ساتھ کئی نئے گروپ بھی مزاحمت میں شامل ہوتے چلے گئے۔ جوں جوں طاقت کا استعمال بڑھتا چلا گیا اسی انداز سے مزاحمت مضبوط اور منظم ہوتی چلی گئی اور یوں امریکہ اس دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ بون کانفرنس کے ذریعے حامد کرزئی کی سربراہی میں افغانستان کا جو انتظامی ڈھانچہ کھڑا کیا گیا تھا۔ افغانستان کے ایک بڑے حصے میں اپنی عمل داری قائم نہ کر سکا اور اس کی مثال سطح آب پر تیرتی کاغذ کی ناؤ کی سی رہی۔ شمالی افغانستان پر شمالی اتحاد کا قبضہ جنوبی اور مشرقی حصے پر عملاً طالبان کا ہی کنٹرول دیکھا اور محسوس کیا جاتا رہا۔ امریکہ افغانستان میں جن تین مقاصد کی تکمیل کے نعرے کے ساتھ داخل ہوا تھا آٹھ برس بعد بھی نہ وہ مقاصد پورے ہوئے نہ وہ نعرہ عمل کی شکل اختیار کر سکا طالبان حکومت تو ختم ہو گئی لیکن طالبان ختم نہ ہو سکے بلکہ امریکی اقدامات نے انہیں نئی زندگی اور افغان معاشرے میں نئی قبولیت عطا کی۔

اسامہ بن لادن کی گرفتاری آٹھ برس پہلے کی طرح آج بھی ایک خواب ہے اور القاعدہ کا خاتمہ اگر ہو گیا تو آئے روز امریکہ اور یورپ سے القاعدہ سے تعلق کے الزام میں نوجوانوں کے گروپ کیوں پکڑے جاتے ہیں؟ افغان عوام کو ایک بہتر زندگی دینے کا دعویٰ کیا ہوا؟ عالمی اداروں کی رپورٹس بتاتی ہیں کہ ملک اب دنیا میں پوست کاشت کرنے والے ملکوں میں پہلے نمبر پر ہے۔ جب کہ طالبان حکومت نے ۲۰۰۰ء میں پوست کی کاشت کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیا تھا۔ اب امریکہ کی سرپرستی میں قائم انتظامیہ کے دور میں افغانستان سے پوست کی کاشت ہیروئن کی صورت میں ڈھل کر روس اور یورپ سمیت دنیا کی بڑی آبادی کو مست کرتی اور اپنی زلف کا اسیر بنا کر دنیا کو غموں سے آزاد کر رہی ہے اگر امریکہ کا یہی مقصد تھا تو یہ بہت کامیابی سے پورا ہو رہا ہے امریکہ نے جب افغانستان پر حملہ کیا تو Pew globe attitude کے تحت کرائے گئے سروے میں ۸۸ فیصد امریکیوں نے امریکی کارروائی کی حمایت کی تھی جب کہ ۶۵ فیصد برطانوی بھی اس کارروائی کی حمایت کر رہے تھے۔ اب جب اسی ادارے کے تحت سروے کرایا گیا تو امریکی حمایت گھٹ کر ۵۰ فیصد رہ گئی ہے جب کہ ۲۴ میں سے ۲۱ ممالک کے عوام نے افغانستان سے فوجیں نکالنے کی حمایت کی ہے۔ امریکہ اور نیٹو فوجیوں کی بڑے پیمانے پر ہلاکت رفتہ رفتہ ان ملکوں کی رائے عامہ پر اثر انداز ہوتی چلی گئی۔ امریکہ میں عراق اور افغانستان کی جنگوں میں مرنے والے فوجیوں کی آخری رسوم کی میڈیا کوریج پر پابندی عوامی جذبات اور احساسات کو تبدیل ہونے سے روکنے کی کوشش تھی لیکن اب اوباما انتظامیہ نے یہ پابندی ختم کر دی اور امریکی رائے عامہ پر اپنے اثرات ضرور مرتب کرے گی۔ جارج بش نے اپنے جانشین کو ڈولتی اور ڈوبتی ہوئی امریکی معیشت ہی نہیں دی گئی بلکہ افغانستان کی صورت میں رستا ہوا زخم بھی دیا۔ جس کے بارے میں افغانستان میں لڑنے والے روسی رفوجیوں نے ماضی کی یادوں کے صحرا میں جھانکتے ہوئے کہا ہے کہ کاش امریکہ نے افغانستان پر حملے کے وقت ہم سے بھی پوچھ لیا ہوتا۔ یہ تو ایسی سرزمین ہے جس پر قبضہ کیا تو جا سکتا ہے مگر اسے برقرار نہیں رکھا جا سکتا۔ خود امریکی کہہ رہے ہیں کہ افغانستان میں ان کا دورا ویت نام ثابت ہونے کی مکمل علامتیں موجود ہیں۔ بارک اوباما نے افغانستان کی الجھی ہوئی ڈور کو سلجھانے کے لئے رچرڈ، ہالبروک کو اپنا نمائندہ مقرر کیا تو وہ بھی کہہ اُٹھے کہ ''افغانستان، عراق سے زیادہ مشکل ہے'' جب کہ افغانستان میں امریکی کمانڈر جنرل ڈیوڈ میکرنن اعتراف کر رہے ہیں کہ افغانستان میں اگلا سال مزید مشکل ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی امریکی صدر بارک اوباما نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ ۱۷,۰۰۰ فوجی عراق جانے کے لئے تیار تھے لیکن انتہائی ناگزیر صورتحال کے باعث انہیں افغانستان بھیجنا پڑ رہا ہے۔ یوں افغانستان میں امریکی فوجیوں کی تعداد پچاس ہزار ہو جائے گی۔ جب کہ امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس کا یہ کہنا بھی صورتحال کو سمجھنے میں مدد دے رہا ہے کہ امریکہ افغانستان کی جنگ کا مزید بوجھ اُٹھانے کے لئے تیار ہے۔ مگر اتحادیوں کو بھی کچھ کرنا پڑے گا۔

نومبر ۲۰۰۸ء میں طالبان نے ڈولتی ہوئی امریکی معیشت پر افغانستان کا بوجھ یوں بڑھایا کہ امریکی اور نیٹو فورسز کو رسد لے جانے والے قافلوں اور راستوں پر حملوں کا آغاز ہو گیا۔ جس کے لئے امریکا نے پاکستان کی بجائے وسط ایشیا اور ایران کے متبادل مہنگے راستے پر سوچ و بچار شروع کیا۔ ابھی اس معاملے میں پیش رفت نہیں ہوئی تھی کہ کرغزستان کی حکومت نے امریکہ کو اپنا فوجی اڈہ ختم کرنے کا حکم دے دیا۔ امریکی اخبار نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ کرغزستان کا یہ فیصلہ افغانستان میں امریکی جنگ کو متاثر کرے گا۔

امریکہ جب افغانستان پر حملہ آور ہوا تو بہت سے لوگوں کے خیال میں مقاصد وہ نہیں تھے جو اس وقت بیان کئے گئے تھے بلکہ اس یلغار کا مقصد خطے میں امریکہ کے طویل المیعاد مفادات کا تحفظ تھا جن میں خلیج فارس، وسط ایشیا اور بحر الکاہل میں ہائیڈرو کاربن اور قدرتی توانائی کے ذخائر پر کنٹرول شامل تھا۔ کابل میں روسی سفیر نے حال ہی میں بہت معنی خیز انداز میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ افغانستان میں کل کتنے طالبان ہوں گے دس ہزار یا زیادہ سے زیادہ بارہ ہزار لیکن امریکہ ان کے مقابلے کے لئے اتنی بڑی فوجی قوت کیوں یہاں رکھنا چاہتا ہے؟ یہ صرف روس کا سوال نہیں بلکہ چین کی پریشانی بھی ہے۔ یہ سوال کسی مرحلے پر خوف میں ڈھل کر ایک اور سرد جنگ کی بنیاد بن سکتا ہے ایسے میں اچھا ہوا کہ صدر اوباما نے یہ خوف اور شک دُور کرتے ہوئے وضاحت کی کہ امریکہ افغانستان میں طویل مدت تک رہنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ مگر اور کتنی مدت تک امریکہ کہساروں میں فتح کی وہ لکیر ڈھونڈتا پھرے گا؟ جو نہ سوویت یونین کے ہاتھ میں اُبھری اور نہ ہی برطانیہ اسے اپنے ہاتھوں میں کھرچ کر بنا سکا۔ اگر تاریخ کا یہ سبق اوباما نے پڑھ ہی لیا ہے تو پھر کل کی بجائے اب کیوں نہیں؟ ●●

جنت عدن کیا ہے؟

عبدالوہاب قاسمی، جگتیال، کریم نگر

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آیت وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: ''موتی کا ایک محل ہوگا جس میں یاقوت سرخ کے ستر مکان ہوں گے۔ ہر مکان میں سبز زمرد کے ستر روم ہوں گے۔ ہر روم میں ایک تخت ہوگا ہر تخت پر رنگا رنگ کے ستر بستر ہوں گے۔ ہر بستر پر ایک فراخ چشم حور ہوگی جو جنتی کی بیوی ہوگی۔ ہر گھر میں ستر خادم، خادمائیں بھی خدمت پر مامور ہوں گی۔'' مومن کے پاس روزانہ ہر صبح کے وقت کھانے پینے کی چیزیں آئیں گی جو ہر روم میں ملیں گے۔ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ اللہ نے چار چیزیں اپنے دست خاص سے بنائیں۔ عرش، قلم آدمؑ، جنت عدن۔ حضرت ابودرداء سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' عدن اللہ کا قائم کیا ہوا ایک ایسا محل ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور گزرا ہے اس میں صرف تین گروپوں کے لوگ رہیں گے انبیاء، صدیق اور شہداء۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا'' دو جنتیں چاندی کی ہیں جن کے برتن اور تمام چیزیں چاندی کی ہیں اور دو جنتیں سونے کی ہیں جن کے برتن اور تمام چیزیں سونے کی ہیں۔ اور جنت عدن کے اندر اہل جنت اور ان کے رب کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا۔ صرف اللہ کی کبریائی کی چادر ہوگی جو اللہ کے چہرے پر ہوگی۔'' بیہقی کی روایت میں کبریائی کی تشریح اس طرح ہے کہ اللہ کی کبریائی اور عظمت کی وجہ سے کوئی بھی اجازت کے بغیر اس کو نہ دیکھ سکے گا تو گویا اللہ کی کبریائی اور عظمت اس کو (یعنی اہل جنت کو) پوشیدہ رکھنے کا ذریعہ ہوگی۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا جنت عدن کے باغات جنت کے وسط میں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے فرمایا جنت کے اندر ایک محل ہے جس کو عدن کہا جاتا ہے۔ اس کے چاروں طرف برج اور سبزہ زار ہیں۔ اس کے پانچ ہزار دروازے ہیں جن میں انبیاء، صدیق اور شہداء کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں وہ سونے کا ایک قصر ہے جس کے اندر سوائے انبیاء صدیقین اور شہداء کے کوئی داخل نہ ہوگا۔ عطاء بن سائب کا قول ہے کہ عدن جنت میں ایک نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر باغ ہیں۔ کلبی اور مقاتل نے کہا عدن جنت کے اندر ایک بہت اونچا درجہ ہے اسی میں تسنیم کا چشمہ ہے۔ اس درجہ کے چاروں طرف گھنے درخت ہیں جن سے ابتداء آفرینش سے وہ گھرا ہوا۔ اور ڈھانپا ہوا ہے۔ اور اس وقت تک چھپا رہے گا تا آنکہ اس میں انبیاء صدیقین اور شہداء اور صالح الاعمال اور وہ لوگ داخل ہوں جن کا داخلہ اللہ کی مشیت میں ہے۔ عدن موتی یاقوت اور سونے کے محل ہیں۔ عرش کے نیچے سے ایک پاکیزہ خوشبودار ہوا چلے گی اور اہل عدن کے پاس ڈھیروں سفید۔ مشک لے کر آئے گی۔ لفظ عدن بتا رہا ہے کہ وہاں کا قیام دوام ہوگا نہ کہ عارضی۔ وہاں کبھی کسی تغیر اور فنا کا گزر نہ ہوگا۔ پھر جنت عدن میں خدا کی بڑی نعمت اللہ کی خوشنودی جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ جس کے بارے میں خود خدا کا فرمان ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ حضرت ابوسعید خدری کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنت والو! جنتی جواب دیں گے اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں! اللہ فرمائے گا۔ کیا تم خوش ہو گئے جنتی عرض کریں گے راضی نہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ تو نے تو ہم کو وہ وہ چیزیں عطا فرما دیں ہیں جو کسی کو نہیں دیں۔ اللہ فرمائے گا میں نے اس سے بڑھ کر اور چیز تم کو دی ہے۔ جنتی عرض کریں گے وہ کیا چیز ہے؟ اللہ فرمائے گا میں اپنی خوشنودی سے تمہیں نواز رہا ہوں۔ آئندہ کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ حضرت جابرؓ کی مرفوع روایت ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم کو اور کسی چیز کی طلب ہے جو تم کو میں عطا کروں؟ اہل جنت عرض کریں گے اے ہمارے رب! جو کچھ تو نے ہم کو عطا فرما دیا اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہے۔ اللہ فرمائے گا کہ میری رضامندی ان سب سے بڑھ کر ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست مبارک سے پیدا کیا اس کی ایک اینٹ سفید چمکدار موتی کی ہے ایک اینٹ سرخ یاقوت کی ہے اور ایک اینٹ سبز زبرجد کی ہے۔ اس کا گارا مشک کا ہے۔ اس کی خشک گھاس زعفران کی ہے۔ اس کے کنکر چمکنے والے موتی ہیں اور اس کی خاک عنبر کی ہے۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ سے فردوس مانگا کرو۔ کیونکہ یہ جنت کا عمدہ حصہ ہے۔ اور سب سے اونچی اور سب سے بہتر جنت ہے۔ جنتوں کی سب نہریں وہیں سے نکلتی ہیں۔ اس کی چھت رحمان کا عرش ہے۔ جنتی، جنت کے بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ جنت کی کوئی چہار دیواری محدود کرنے والی نہیں وہ تو چمکتا ہوا بقعہ نور ہے اور مہکتا ہوا گلستاں ہے اور بلند بالا پاکیزہ محلات ہیں اور جاری و ساری، لہریں مارنے والی نہریں ہیں اور گدرائے ہوئے اور پکے ہوئے میوؤں کے گچھے ہیں۔ خوش جمال و خوبصورت پاک سیرت حوریں ہیں اور قیمتی ریشمی رنگین جوڑے ہیں۔ مومن کے لئے جنت میں ایک خیمہ ہوگا۔ ایک ہی موتی کا بنا ہوا اس کا طول ساٹھ میل ہوگا مومن کی بیویاں ہوں گی جن کے پاس یہ آتا جاتا رہے گا لیکن وہ ایک دوسرے کو دکھائی نہ دیں گی۔ ●●

شفاف زندگی گزارنے کا چیلنج نبویؐ

ڈاکٹر ایم اجمل فاروقی

اللہ رب العالمین نے اپنے رسول رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بنی نوع انسانی کے لئے اپنی ہدایت و رہنمائی ہمیشہ کے لئے نازل کر دی۔ یہ نزول علمی، عقلی اور کردار ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ جس طرح انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی ہزاروں پہلو ہیں۔ اس طرح ہزاروں پہلوؤں سے حضور اکرمؐ کی رہنمائی بھی موجود ہے۔ اور کوئی بھی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ حضور اکرمؐ کا سب سے بڑا اعجاز یہ ہے کہ اپنی تمام تعلیمات پر سب سے بڑھ کر سب سے پہلے آپ خود عمل کرتے تھے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود اس پہلو کو اُجاگر کیا ہے۔ ''تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی۔ اللہ، پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں (سورۂ یوسف آیت ۱۰۸)

حضور اکرمؐ کی زندگی اور کردار کو اللہ پاک نے ایسا بے عیب اور مکمل بنایا اور محفوظ فرمایا کہ کردار اور سیرت مصطفیٰؐ کو تمام دنیا کے سامنے ایک چیلنج کے طور پر پیش کر دیا اور قرآن پاک نے اس چیلنج کو رہتی دنیا تک کے لئے ان الفاظ سے میں تمام مخالفین حق کے سامنے عام کر دیا'' کہو اگر اللہ کی مشیت یہی ہوتی تو میں یہ قرآن تمہیں کبھی نہ سناتا اور اللہ تمہیں اس کی خبر تک نہ دیتا۔ آخر اس سے پہلے میں تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ پھر اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو ایک چھوٹی بات گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے؟ (سورۂ یونس، آیت ۱۷) مذکورہ آیت میں جو چیلنج دیا گیا ہے وہ آپ کے علمی چیلنج کا ایک طرح کا تکملہ ہے۔ ایک طرف تو جگہ جگہ یہ چیلنج اللہ تعالیٰ نے تمام مخالفین حق کو دیا ہے'' کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے۔ کہو اگر تم اپنے اس الزام میں سچے ہو تو ایک سورہ اس جیسی تصنیف کر لاؤ اور ایک خدا کو چھوڑ کر جس جس کو بلا سکتے ہو مدد کے لئے بلا لو'' (یونس آیت ۳۸) ایک طرف قرآن کا چیلنج اور دوسری طرف صاحب قرآن کا عملی کردار ان دونوں کے آگے بڑے سے بڑا مخلص و مخالف سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گیا۔

اچھی اچھی اخلاقیات کی باتیں کرنا، اونچی اونچی ڈینگیں ہانکنا ناممکن قسم کی خوبصورت باتیں بنانا، اخلاقیات، دین روحانیت کے نام پر کرنا بہت آسان ہے۔ اور یہ سب تاریخ میں ہوتا رہا ہے۔ بڑی خوبصورت اخلاقی باتیں کرنے والے مصلحین روحانیت کے نام نہاد مبلغین کی ذاتی زندگیاں عموماً عمل اور کردار سے خالی بلکہ اس کی ضد ہوتی ہیں۔

کسی بھی انسان کے قول پر اس کی دعوت پر سب سے زیادہ موثر دلیل اس کا اپنا عمل اور کردار ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کے قریب ترین لوگوں کی گواہی یا اس کے مخالفین کے تاثرات قطعی اور فیصلہ کن ہوتے ہیں۔

اس معیار پر انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ جو شخصیت پوری اترتی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ کی نبوت سے قبل کی زندگی بھی اس حقیقت پر گواہ ہے۔ خارق عادات چمتکار، شعبدہ اور مسحور کن کرتب دکھانا آسان ہوتا ہے مگر بلند اخلاقی تعلیمات پر خود عمل کرنا سب سے مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا آیت میں آپ نے دونوں کسوٹیوں پر عمل کا ثبوت پیش کیا۔ پہلا یہ کہ آپ نے فرمایا کہ اپنی دعوت پر سب سے بڑھ کر یقین رکھنے والا میں خود ہوں۔ دوسرے مقام پر فرمایا کہ میں پہلے خود مسلم ہوں۔ دوسری آیت میں عمل اور کردار کے لحاظ سے ثبوت دیا گیا کہ اعلان نبوت سے ماقبل کی چالیس سالہ زندگی میں نے تمہارے درمیان ہی گزاری ہے کیا میں نے کبھی جھوٹ بولا؟ کبھی قصہ، کہانی سنائے یا اقتدار ہی کی خواہش کی؟

تاریخ کے ذریعہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ مخالفین حق کفار و مشرکین مکہ نے ان دونوں چیلنجوں کا جواب دینے کی بھرپور کوشش کی۔ اہل زبان و ادب کا اجتماعی طور پر نظم کر کے مکمل یکسوئی کے ساتھ قرآن کی ایک آیت جیسی آیت لانے کی کوشش کی گئی۔ حضورؐ کو نعوذ باللہ مجنوں، جادوگر، گھر والوں کو آپس میں لڑانے والے، پرانے رسم و رواج سے برگشتہ کرنے والے، سماجی تانے بانے کو بکھیرنے والے، شاعر، کاہن اور نجانے کیا کیا کہا گیا۔ مگر خود ہی ان الزامات پر مطمئن بھی نہ ہوتے تھے۔ وہ حضورؐ کو جادوگر، جھوٹے یا سحر زدہ سمجھتے تھے تو اپنے تنازعات میں ان کو فیصلہ کرنے والا کیوں بناتے تھے؟ ان کو صادق اور امین کیوں کہتے تھے؟ ان کے پاس اپنی قیمتی امانتیں کیوں رکھتے تھے؟ ہجرت کے وقت آپؐ نے حضرت علیؓ کو صرف اسی مقصد سے خطرہ مول لے کر اپنے بستر پر سلایا تھا کہ امانت داروں کی امانتیں واپس کر دی جائیں۔

سر ولیم میسور نے جو حضورؐ کے صف اوّل کے مخالفین میں سے ہے اپنی کتاب ''لائف آف محمدؐ'' میں مجبور ہو کر لکھا ہے۔ ''ہماری تمام تصنیفات محمدؐ کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی میں جو اہل مکہ میں کمیاب تھیں متفق ہیں۔ ولیم میسور جیسے مخالف کو بھی یہ لکھنے پر اس لئے مجبور ہونا پڑا کیونکہ حضرت محمدؐ کے وقت کے مخالفین بھی متفقہ طور پر آپ پر کوئی الزام نہیں لا سکے تھے۔ تو کردار کشی کی دوسری ڈگر اختیار کی کہ ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہیں چلتے، ان کے پاس باغات نہیں ہیں، یہ ہمارے اوپر عذاب کیوں نہیں لے آتے، آسمان سے کوئی ٹکڑا کیوں نہیں گرا دیتے وغیرہ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان تمام بیہودہ مطالبوں کا ایک ہی جواب دلوایا کہ'' میں تو صرف ڈرانے والا اور پہنچانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں میں کوئی تمہارے اوپر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں اور نہ عذاب لانا، مردوں سے بات کرنا، مردوں کو زندہ کر کے دکھانا میری ذمہ داری ہے۔ پہاڑی کے خطبہ (صفا پہاڑ سے پہلا دعوتی خطبہ) میں آپ نے فرمایا'' تم میری بابت کیا رائے رکھتے ہو؟ مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا سمجھتے ہو؟'' سب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا'' ہم نے تمہارے منہ سے کبھی کوئی جھوٹی یا بیہودہ بات نہیں سنی۔ ہم جانتے ہیں کہ تم سچے اور امین ہو'' یہ تو تھی مخالفین کی غیر جانبدارانہ گواہی جس میں تعصب کو دخل نہیں تھا۔ وہ حضور کی چالیس سالہ زندگی کے برتاؤ اور کردار کے نتیجہ میں آپ کو جیسا کچھ جانتے تھے۔ وہ انہوں نے بتا دیا۔ مگر جیسے ہی آپ نے اگلے جملہ میں دعوت دین پیش کرتے ہوئے کہا'' میں یہ کہتا ہوں کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، موت برحق ہے اور مرنے کے بعد اس کی سامنے حاضر ہونا ہے۔ اگر ان باتوں پر ایمان لاؤ گے تو فلاح پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہو گے ورنہ تم پر بہت بڑا عذاب نازل ہوگا'' یہ دعوت سننے کے بعد ایک لمحہ پہلے صادق امین بتانے والے کہنے لگے'' کیا ہمیں اس لئے بلایا تھا؟ بیکار ہمارا وقت برباد کیا''۔

دوسری طرف ایک اور زاویہ سے حضورؐ کے کردار کو جانچیں کہ انسان کے بارے میں سب سے زیادہ اس کے قریب ترین لوگ جانتے ہیں خاص طور سے وہ لوگ جو مشکل اور آزمائش کے حالات میں اس کے ساتھ رہے ہوں۔ کیونکہ نارمل حالات میں تو آدمی اپنی اصلیت پر پردہ ڈال سکتا ہے۔ نیک اور پارسا، خوش مزاج اور ملنسار بن کر رہ سکتا ہے۔ مگر کشمکش، آزمائش اور پریشانی اس کے اوپر اور اندر کا سارا طمع اور میک اپ و مکاری اتار دیتی ہیں۔ ایسے میں آدمی وہی نظر آتا ہے جو اندر ہوتا ہے۔ ایسے میں نزول وحی اوّل کے بعد حضورؐ کا گھر آ کر اپنی زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت خدیجہؓ سے نہایت حیرانگی اور پریشانی کے عالم میں ملاقات جبرئیل کا واقعہ سنا کر ''مجھے ڈھانک دو مجھے ڈھانک دو'' فرمانا اور اس کے جواب میں حضورؐ کی سب سے قریب ترین رازدار کا تاریخی گواہی دینا۔ آپ تردد نہ فرمائیں (۱) آپ مہمان نواز ہیں (۲) اقرباء کی مدد کرتے ہیں (۳) بیواؤں یتیموں اور بیکسوں کی دستگیری کرتے ہیں (۴) سچ بولتے ہیں خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔'' اس چیلنج کی سب سے بڑی دلیل ہے '' آخر میں تمہارے درمیان ایک عمر گزار چکا ہوں؟

کردار نبویؐ کے اس چیلنج کا ایک دوسرا رُخ قرآن میں اس طرح پیش کیا گیا ہے '' اے نبی ان سے کہو میں تمہیں بس ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں خدا کے لئے تم اکیلے اکیلے اور دو دو مل کر اپنا دماغ لڑاؤ اور سوچو تمہارے صاحب میں کون سی بات ہے جو جنون کی ہو۔ وہ تو ایک سخت عذاب کی آمد سے پہلے تم کو متنبہ کرنے والا ہے۔ ان سے کہو اگر میں نے تم سے کوئی اجر مانگا ہے تو وہ تم ہی کو مبارک ہو۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔'' (السباء: ۴۷)

انبیاء کرام کی یہ سنت اور مستقل کردار رہا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ اپنی دعوت کے بدلہ میں کوئی اجر انسانوں سے طلب نہیں کیا۔ '' ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتے ہمارا اجر تو اللہ کے پاس ہے۔'' یہ ہر نبی کے کلام کا مقطع ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی اور قریبی لوگوں کے مفاد کے لئے کوئی کوشش اور منصوبہ بندی نہیں کی۔ اپنی زندگی میں بھی آپ نے شان و شوکت، جذم و حشم، ہٹو بچو، مصنوعی تکلفات اور آداب کی زندگی نہیں گزاری، زندگی گزارنے کا جو معیار حالت تنگدستی اور مغلوبیت میں تھا وہی معیار دس لاکھ مربع میل کے بلا شرکت غیرے حاکم بننے کے بعد بھی تھا۔ اپنے لئے خصوصی مراعات کا کیا ذکر زکوٰۃ جیسی امدادی مد سے اپنی آل کا حصہ ہی منع فرما دیا۔ اپنے پیچھے کوئی جائداد اور ترکہ نہیں چھوڑا۔ جو کچھ گھر میں تھا وہ بھی وفات سے ایک روز قبل تقسیم کر دیا۔ حضورؐ کے کردار کے اس پہلو کی آج تقلید کی جائے تو دنیا سے بے انصافی، رشوت خوری جرائم، بے روزگاری بالکل ختم ہو جائے۔

جب حکمراں چٹائی پر سوئے اس کے آگے پیچھے بلیک کیٹ کمانڈو Black cat commando نہ ہوں، محلوں کے باہر کئی سطحوں والا حفاظتی انتظامات نہ ہو ہر فرد حاکم سے براہ راست مل سکتا ہو اور فوری انصاف حاصل کر سکتا ہو تو بدامنی کیوں ہوگی؟ رشوت

باقی صفحہ ۵ پر

بقیہ: ......اسلامی بینکاری اور سودی نظام

والی کرنسی کی قدر و قیمت جو آج بدستور گھٹ رہی ہے، اس کی اصل قدر و قیمت کے مطابق ہو تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہ آمدنی کس ذریعہ سے حاصل ہو، بنکنگ قوانین کے عالمی اصول میں یہ داخل ہے کہ وہ قرض صرف واپسی کی ضمانت پر دے سکتے ہیں کسی ایسی شکل میں جن میں انہیں نقصان برداشت کرنا پڑے اس کی اجازت نہیں ہے۔

اب اس کی صرف ایک ہی شکل ہے کہ حکومتی صنعتیں خاص طور پر ڈیفنس کے ساز و سامان و اسلحہ کی تیاری کے کارخانے، ریلوے انجن اور ریلوے کے کمپارٹمنٹ تیار کرنے والی کمپنیاں جن کی سو فیصد ملکیت حکومتی ہوتی ہے اور وہ کبھی نقصان میں نہیں جاتیں کیوں کہ ان کے مال کی خریدار صرف حکومت ہوتی ہے کوئی اسلامی ادارہ جسے بنک کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا اپنے حصص کی فاضل رقوم ان کمپنیوں میں بطور سرمایہ لگائے اور اس کے منافع سے اپنے اخراجات کی کفالت کرے پھر سرمایہ کے لئے حکومت اس ادارے کو کم از کم ایک ہزار کروڑ روپیہ بطور قرض کے دے اور پھر یہ فاضل رقم مذکورہ اداروں میں لگا کر آئندہ بیس سال میں قرض اپنے منافع سے اتار دے اور پھر اپنا کام چلائے لیکن پھر بھی یہ ادارے لوگوں کی خانگی، سماجی ضرورتوں، کاشتکاروں اور اسی قسم کی دوسری ضرورتوں میں معاون نہیں ہو سکیں گے، صنعتی قرضے ان کے بس کی بات نہیں ہوں گے۔ اس طرح یہ ادارے صرف اکاؤنٹس کے لین دین کا ادارہ رہ جائیں گے اور قرض کی ضرورت شاید ہی پوری کر سکیں البتہ مسلمان اپنی زکوٰۃ کے بیت المال سے غیر سودی قرضوں کا نظام بنا سکتے ہیں اور اس نظام کی کفالت بھی بیت المال سے جائز ہوگی۔ لہٰذا یہی صورت ممکن ہے کہ دونوں قسم کے ادارے اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کریں اس طرح بنکوں پر بار بھی کم ہو جائے گا۔

(اہل علم کو اس موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی جاتی ہے......ایڈیٹر)

●●

POSTED ON 14 MARCH 2009 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.) 41 / 2006 - 08 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES-8.

TELEGRAM : ADDAWAH NEW DELHI-110025
PHONES: Editor: 26958816, Manager: 26949539, Fax:26958816
E-mail:- dawattrust@yahoo.co.in. dawaturdu@indiatimes.com

DAWAT SEHROZA
NEW DELHI-110025

R.N.I. No.522/57

POSTAL REGISTRATION No.
DL (S) - 05 / 3128 / 2009 - 2011 & DL (S) - 05 / 3266 / 2006-08 (Foreign Post)

مسلسل اپیلیں کر رہے تھے کہ کارسیوک فوراً نیچے اتر آئیں اور منتظمین کے مقرر کردہ ضابطوں پر عمل کریں۔ اس کے بعد ہی مسٹر آڈوانی نے لکھا ہے میرا دل بہت دکھی ہو گیا تھا۔ کسی طرح میں بول پا رہا تھا۔ سنگھ کے سینئر افسر وی ایچ ششادری بھی وہاں موجود تھے۔ وہ کئی زبانوں سے واقف تھے اور کئی زبانوں میں انہوں نے کارسیوکوں سے نیچے اترنے کی اپیل کی تھی۔

بابری مسجد کے انہدام پر اظہار افسوس

نئی دہلی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے سینئر لیڈر اور وزیر اعظم کے عہدے کے لئے پارٹی کے امیدوار ایل کے آڈوانی نے کہا ہے کہ ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو جب اجودھیا میں سولہویں صدی کی مسجد کے گنبد پر کارسیوک چڑھ کر اوزاروں سے ضرب لگا رہے تھے اس وقت کا منظر دیکھ کر وہ دکھی ہوئے اور کارسیوکوں سے نیچے آنے کی اپیل کی۔ مسٹر آڈوانی پر بابری مسجد منہدم کرنے کی قیادت کا الزام ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "میرا دیش میرا جیون" کا ایک اقتباس اپنے ویب سائٹ پر اردو میں دیا ہے جس میں ۶/دسمبر کے واقعات کو یاد کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ "میرے ساتھ ساتھ اسٹیج پر موجود دیگر لیڈر بھی دیکھ کر حیران تھے۔ سبھی لوگوں نے محسوس کیا کہ کچھ غلط ہو رہا ہے۔ وہاں موجود لیڈر

ضرورت رشتہ

غازی آباد ترک (ڈی) برادری کی دو لڑکیاں جن کی عمر ۲۸ سال اور ۲۴ سال، بقد پانچ فٹ چار انچ، بڑی لڑکی کی تعلیم گریجویٹ کرانے آئی ٹی آئی میں بطور Instructer خدمت انجام دے رہی ہے رنگ سانولا ہے۔ دوسری لڑکی کی تعلیم بی کام بی اے ہے رنگ صاف، امور خانہ داری میں ماہر صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں کے لئے برسر روزگار لڑکے سے رشتہ درکار ہے۔ دہلی اور این سی آر کے رشتے کو ترجیح دی جائے گی۔ ذات برادری کی کوئی قید نہیں۔

رابطہ کریں
09711388360, 09968415028

الیکشن کے بعد یو پی اے یا این ڈی اے کا رخ کر سکتی ہیں غرضیکہ موقع پرستی پر مبنی اتحادی سیاست موقع پرستی کی شکار نظر آ رہی ہے اور کوئی بھی سیاسی پارٹی اپنے انتخابی اتحاد کے تئیں یقین سے اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ●●

پارٹیوں میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور اتحاد خطرے میں پڑ گیا ہے۔

ادھر این ڈی اے سے ترنمول کانگریس اور بیجو جنتا دل کی علیحدگی کے بعد اس میں بی جے پی، جنتا دل متحدہ، شیو سینا، اکالی دل، آسام گن پریشد، ناگالینڈ پیپلز فرنٹ، انڈین نیشنل لوک دل اور راشٹریہ لوک دل جیسی پارٹیاں رہ گئی ہیں۔ ان میں شیو سینا-بی جے پی کے تعلقات خراب ہو گئے ہیں اور بہار میں جنتا دل متحدہ کے ساتھ نشستوں کی تقسیم کے مسئلہ پر شدید اختلاف ہے۔ بی جے پی ۱۶ نشستوں پر لڑنا چاہتی ہے جب کہ جنتا دل متحدہ اسے ۱۳ سے زیادہ نشستیں دینے کو تیار نہیں ہے۔ یو پی اے اور این ڈی اے میں اختلاف کے بعد جس تیسرے محاذ کو متبادل کا کرشمہ بنایا جا رہا ہے اس میں سے بہوجن سماج پارٹی اور اے آئی اے ڈی ایم کے

بقیہ: داڑھی، پاکستانی...

داڑھی ایک مخصوص ربتک سے آگے ترقی میں رکاوٹ بن جاتی ہے آج کل پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا پر اسلام کے حوالے سے ایک صاحب جاوید غامدی کا طوطی بولتا ہے کم و بیش پانچ چینلز پر وہ اور ان کے شاگرد چھائے ہیں جس سے کروڑوں لوگوں تک ان کی بات پہنچتی ہے۔ داڑھی کے بارے میں ان کا موقف ان کی ویب سائٹ پر اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے نزدیک داڑھی رکھنے کا حکم دین میں کہیں بیان نہیں ہوا۔ لہٰذا داڑھی رکھنا دین کی رو سے ضروری نہیں جب کہ مولانا مودودی "سنت کی آئینی حیثیت" کے صفحہ ۵ پر رقم طراز ہیں "اگر کوئی شخص کسی سنت رسول کے بارے میں یہ سمجھے کہ یہ واقعی سنت رسول ہے پھر بھی وہ کہے کہ میں اس کی اطاعت کا پابند نہیں ہوں تو اس کے خارج از اسلام ہونے میں مطلقاً کوئی شک نہیں کیونکہ وہ رسول اللہ کی حیثیت حکمرانی کو چیلنج کرتا ہے جس کی کوئی گنجائش دائرہ اسلام میں نہیں ہے" کیا ہی بہتر ہو کہ پاکستانی حکمراں اسلامی احکام و تعلیمات اور اسلامی شعائر کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے اور ان کو پامال کرنے سے احتراز کریں بصورت دیگر پاکستان کو اپنے وجود سے پاک کر دیں۔ ●●

ضرورت رشتہ

● سید سی ایم ٹیک علیگ، قد پانچ فٹ ۹ انچ، عمر ۳۰ سال، انجینئر اعلیٰ ملازمت کے لئے تعلیم یافتہ مہذب خاندان کی لڑکی سے رشتہ مطلوب ہے۔

● شیخ سید دوکش، قد پانچ فٹ چار انچ، پانچ فٹ دو انچ، بی اے فاضل (مسلم یونیورسٹی) اسلامی تربیت یافتہ امور خانہ داری میں ماہر کے لئے مہذب دیندار گھرانے کے برسر روزگار لڑکوں سے رشتہ مطلوب ہے۔

فون 0512-3024643
Email
marrige reply@gmail.com

بقیہ: اتحادی سیاست موقع...

جس سے بی جے پی ناراض ہے کیونکہ اس نے وزارت عظمیٰ کے لئے اپنا امیدوار ایل کے آڈوانی کو بنایا ہے۔ اس کی وجہ سے دونوں

دعوت

پرنٹر، پبلشر خلیل احمد نے دعوت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی جانب سے میرا نیئر آرٹ پرنٹرز قاسم جان اسٹریٹ بلیماران دہلی ۱۱۰۰۰۶ سے دعوت آفسیٹ پرنٹرز چھپوا کر دفتر "دعوت" ڈی ۳۰۷، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: پرواز رحمانی

اسسٹنٹ ایڈیٹر: شفیق الرحمن

سب ایڈیٹرز: [illegible]

میلاد النبی کے مبارک موقع پر

خصوصی پیشکش — عمومی اعلان

برادران وطن کو سیرت پر کتابوں کا تحفہ پیش کریں

	نام کتاب	نام مصنف	[illegible]	[illegible]
☆	ہمارے نبی کی پاک زندگی (ہندی)	اعجاز الحق قدوسی	25.00	....
☆	प्यारे नबी (सल्ल.) की पाक ज़िन्दगी (हिन्दी)	اعجاز الحق قدوسی	35.00	7.00 net
☆	मुहम्मद (स.) इस्लाम के पैग़म्बर / محمد اسلام کے پیغمبر (ہندی، انگریزی)	پروفیسر راما کرشنا راؤ	15.00	4.00 net
☆	Muhammad: Prophet of Islam	Prof. K.S. Rama Rao	15.00	4.00 net
☆	मानवता का आदर्श / انسانیت کا آدرش (ہندی)	ثناء اللہ	3.00	....
☆	मानवता के उपकारक हज़रत मुहम्मद (सल्ल.) / محسن انسانیت حضرت محمد (ہندی)	امام الدین رام نگری	12.00	....
☆	हज़रत मुहम्मद सब के लिए / حضرت محمد سب کے لیے (ہندی)	ڈاکٹر محمد احمد	10.00	....
☆	मिसाली रहबर हज़रत मुहम्मद (स.) / مثالی رہنما حضرت محمد (ہندی)	عنایت اللہ سبحانی	10.00	....
☆	मीलादुन्नबी / میلاد النبی (ہندی)	سید ابوالاعلیٰ مودودی	5.00	....
☆	हज़रत मुहम्मद (सल्ल.) आदर्श जीवन / حضرت محمد آدرش جیون (ہندی)	سید حامد علی	12.00	....
☆	आख़िरी पैग़म्बर (सल्ल.) / آخری پیغمبر (ہندی)	سید محمد اقبال	5.00	....
☆	حضرت محمد اور ہندوستانی مذہبی کتابیں (ہندی، انگریزی)	[illegible]	15.00	....
☆	हज़रत मुहम्मद (सल्ल.) और भारतीय धर्म ग्रंथ (हिन्दी)	[illegible]	15.00	4.00 net
☆	Hazrat Muhammad & Bhartiya Dharma Grantha	[illegible]	20.00	....
☆	हज़रत मुहम्मद (सल्ल.) की जीवनी / حضرت محمد کی زندگی (ہندی)	سید سلیمان ندوی	25.00	....
☆	हज़रत मुहम्मद (सल्ल.) [illegible] / حضرت محمد [illegible] (ہندی)	ڈاکٹر رام پرشاد	20.00	....
☆	Mahapurush Hazrat Muhammad / مہاپرش حضرت محمد (ہندی)	[illegible]	25.00	....

نوٹ: دعوتی ایڈیشن کا آرڈر 100 کاپی سے کم کی تعداد میں ارسال نہ کیا جا سکے گا۔ ڈاک یا ٹرانسپورٹ خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

مدھر سندیش سنگم

E-20، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ 110025
فون نمبر: 011-26953327, 09212567559
ای میل: madhursandeshsangam@yahoo.co.in

جامعۃ الصفہ ورنگل

دعوت دین واقامت دین کے لئے ایک تعلیمی تحریک

الحمد للہ جامعۃ الصفہ ورنگل اپنا پانچواں تعلیمی سال مکمل کر کے چھٹے سال کا سفر طے کر رہا ہے جو اپنے طے کردہ مقاصد کے تحت بتدریج ترقی کر رہا ہے پانچ سال کی مختصر مدت میں جامعہ تعلق گذشتہ سال میں ۱۰ طلباء نے حفاظ کی تکمیل کی ہے اور امسال اللہ کے فضل وکرم سے مزید ۵ طلباء حفظ قرآن کی تکمیل کر چکے ہیں۔

جامعہ کا شعبہ عالمیت

جامعہ کے شعبہ عالمیت میں عربی اول تا چہارم جماعتیں قائم ہیں۔ جس میں مختلف علم و خاندان ہوتا ہے علم کی پیاس بجھا رہے ہیں تا کہ معاشرہ میں صحیح کردار ادا کر سکیں۔ جامعہ میں تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ طلباء کی کردار سازی اور دعوتی فکر کی پختگی پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ جامعہ میں اس وقت ۸۰ طلباء زیر تعلیم ہیں اور تقریباً سارے ہی طلباء ہاسٹل میں مقیم ہیں ان کی تعلیم و رہائش و طعام کے اخراجات اہل خیر حضرات کے تعاون و سرپرستی سے مکمل کئے جاتے ہیں (الحمد للہ) ان کو ۱۲ سے زائد حضرات نے طلباء کو انگریزی زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے تا کہ وہ دوران طالب علمی میں دعوت دین کا کام انجام دے سکیں۔

شعبہ تدریب ائمہ

جامعۃ الصفہ ورنگل میں اس سال تدریب ائمہ کا دو سالہ کورس شروع کیا جا رہا ہے جس میں ایسے طلباء کو داخلہ دیا جائے گا جو کم از کم آٹھویں جماعت کامیاب ہوں نیز حافظ قرآن ہوں یا محدود مخصوص دینیات کے رہنے والے ہوں۔ ان طلباء کو دوران تعلیم ماہانہ ایک سو روپے تعلیمی وظیفہ دیا جائے گا تا کہ طلباء امامت کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ دوران طلباء کے قیام وطعام کی ذمہ داری جامعہ پر ہوگی۔ ہر طالب علم پر ماہانہ تقریباً ڈھائی ہزار روپیہ (Rs.2,500/-) کا خرچ ہوگا۔ اور امسال ۱۰ طلباء کو تدریب ائمہ کے لئے داخلہ منصوبہ ہے۔ تدریب ائمہ کے دو سالہ کورس کے دوران ان منتخب طلباء کو امامت اور خطابت کے اصول، قرآن و حدیث، فقہ کے علوم اور حالات حاضرہ کے تقاضوں سے واقف کروایا جائے گا۔ اس دو سالہ کورس کی تکمیل کے بعد دیہاتوں میں ان طلباء کی خدمات سے استفادہ کیا جائے گا۔

محترم بھائی! آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ ملک میں ارتداد و عیسائیت کے مبلغین مختلف طریقوں سے دیہات کے بھولے بھالے مسلمان بھائیوں کو اپنی دعوت کا شکار بنانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کو کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے جب کہ شہروں میں رہنے والے مسلمان صاحب ثروت اور اہل علم حضرات اس جانب خاطر خواہ توجہ نہیں دے پا رہے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دونوں چیزیں امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ہم دیہی مسلمانوں کو جہاں مختلف پہلوؤں سے کام انجام دینا ہے وہیں مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مخصوص ائمہ مساجد کو بھی تیار کرنا ہے جو دیہات میں پہنچ کر وہاں کے عوام کی دینی رہنمائی کر سکیں۔ اس کام کے لئے آمادہ ہوں۔ جامعۃ الصفہ نے ایک طویل مدتی منصوبے کے تحت اس اہم کام کو انجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے جس کے لئے خطیر رقم کی ضرورت ہے۔ اس خصوص میں اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ آگے بڑھیں اور ان طلباء کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالیں۔ جامعۃ الصفہ اس اہم تحریک کو اللہ کے فضل وکرم اور خیر خواہان دین و ملت کے تعاون سے انجام دے سکے گا ان شاء اللہ۔

تعاون کی شکلیں ☆ طلباء کی کفالت تدریب ائمہ کے لئے فی طالب علم سالانہ /30,000 روپے ☆ شعبہ حفظ کے لئے سالانہ /10,000 روپے فی طالب علم ☆ شعبہ عالمیت کے لئے سالانہ /12,000 فی طالب علم (مدت پانچ سال) ☆ اساتذہ کی تنخواہوں کی شکل میں ماہانہ /48,000 روپے ☆ تعمیری کام ودیگر ضروریات کی ادائیگی کیلئے۔ نوٹ: جامعہ اپنے خیر خواہوں کو ہر ماہ باقاعدہ رپورٹ روانہ کرتا ہے۔ اس خصوص میں تعاون کی درخواست ہے۔

ناظم جامعہ	JAMIA-TUS-SUFFAH	سرپرست جامعہ
محمد خواجہ عارف الدین	Deshaipet Road, Warangal, A.P India	حضرت مولانا سید جلال الدین عمری مدظلہ، امیر جماعت اسلامی ہند

Phone:+91-870-2424576, Cell:+91-9849004547 A/c No. 444351493 Indian Bank Mandi Bazar, Warangal A.P. INDIA

جامعۃ الصالحات، رامپور

جلسہ تقسیم اسناد

جامعۃ الصالحات کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد ان شاء اللہ ۷-۸/اپریل ۲۰۰۹ء بروز منگل وبدھ منعقد ہو رہا ہے جس میں ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۹ء کی عالمات وفاضلات کو سند عالمیت وفضیلت سے سرفراز کیا جائے گا۔ اور فاضلات کو ردائے فضیلت بھی ملت کی اہم شخصیات کے ہاتھوں دی جائیں گی۔ جن کو دعوت نامہ نہ مل سکے تو اس اعلان کو ہی دعوت نامہ تصور کرتے ہوئے شرکت کو یقینی بنائیں اور اپنی آمد سے مطلع کریں۔

مکرم حسین صدیقی

جنرل سکریٹری جامعۃ الصالحات، رامپور، یوپی۔ فون: 2350784 (0595)

دماغین برین ٹانک

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ایم اے ایف اکیڈمی

اے ۴۳ سیکٹر ۶۲ نوئیڈا

فاؤنڈر: محمد ابوالفضل فاروقی

نرسری تا XI داخلے جاری

★ سی بی ایس ای سے منظور شدہ ★ سی بی ایس ای کورس
★ اعلیٰ تربیت یافتہ اسٹاف ★ بچے کی پروگریس پر ہر وقت نظر
★ ہر طالب علم پر خصوصی توجہ ★ سیکشن میں صرف ۲۵ طلباء
★ ابتداء سے کمپیوٹر کی تعلیم ★ ہر وقت بجلی کے لئے جنریٹر موجود
★ ضروری سامان سے آراستہ سائنس لیب
★ کمرے روشن، ہوادار، تپش سے محفوظ ★ ۴۳ ہزار مربع گز کا وسیع رقبہ
★ صد فیصد نتائج ★ سیٹیں محدود ★ داخلہ فارم ویب سائٹ پر دستیاب
★ داخلے کیلئے بچے کا ہونہار ہونا کافی ★ ٹرانسپورٹ کے لئے محفوظ اور آرام دہ بسیں
★ ہر قسم کی آلودگی سے پاک اور جدید ترین سہولتوں سے آراستہ نہایت خوشنما عمارت
صد فیصد رزلٹ کے ساتھ سبھی طالب علم فرسٹ ڈویژن ڈسٹنکشن (Distinction) کے ساتھ پاس ہوئے ہیں۔

اعلیٰ ترین سہولتوں کے باوجود فیس کفایتی

Phone: (0120) 2400522, 6545202
Fax:(0120)2400510
e-mail: info@mafacademy.com
Website: www.mafacademy.com

قادری دواخانہ کی کامیاب ترین یونانی دوائیں

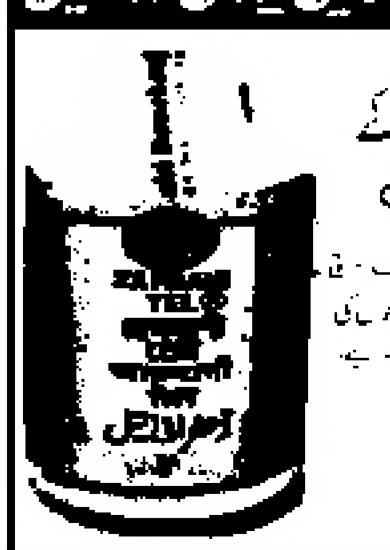

DIAL
033-2469-3173
033-2489-3539

گھٹنے کے درد میں؟

زعفرانی تیل

گیسٹک کے درد میں

قبض ٹروجن

بدہضمی، بھوک کی کمی، وردیگر قبض، سینے کی جلن اور پیٹ سے متعلق امراض میں بہت ہی مفید ہے

Qadri Dawakhana
B-18 NAWAB WAJID ALI SHAH ROAD, KOLKATA - 24,
DISTRIBUTORS:
DARYA BAD DAWAKHANA
RELAX ENTERPRISES

اسرائیل کی بدنام زمانہ جاسوس تنظیم **موساد** کی کہانی اس کے سابق ایجنٹ کی زبانی

اردو میں دو اہم کتابیں

☆ موساد کا فریب ● قیمت 300 ● صفحات 336 مجلد
☆ فریب کا دوسرا رخ ● قیمت 275 ● صفحات 300 مجلد

مصنف: وکٹر اوسٹروسکی

● تنظیم کے اندرونی احوال و ماحول کیا ہے اس کا قابل فراموش معلومات ● عراق اٹامک ری ایکٹر کو تباہ کئے جانے کی سنسنی خیز تفصیل ● فریب کا دوسرا رخ میں مزید حیرتناک انکشافات۔

ملنے کا پتہ	COSMOS BOOKS	E-79, Abul Fazl Enclave, Jamia Nagar, Okhla, N-Delhi-25, Mob:09891472714

دیگر پتے:

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی
P.O. Box No.9752, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Ph:011-26954341, 26971652 Fax: 26950975, 26947858

نیو کریسنٹ پبلشنگ کمپنی
2035 قاسم جان اسٹریٹ، بلیماران، دہلی۔ 110006
Phone No.011-23262545, 55363445

حضرت محمدؐ: سیرت اور پیغام

کتاب	مصنف	قیمت
آپؐ کیسے تھے؟	عرفان خلیلی	14/-
آخری رسول حضرت محمدؐ سیرت اور پیغام	مولانا سید جلال الدین عمری	5/-
پیارے پیغمبر	مولانا مقبول احمد سیوہاروی	13/-
پیارے رسول	افضل حسین	10/-
پیارے نبیؐ ایسے تھے	مائل خیرآبادی	10/-
پیکر جمیل	حمید شاہد	100/-
حضرت محمدؐ آغوش آمنہ سے غار حرا تک	علی اصغر چودھری	90/-
حضرت محمدؐ غار حرا سے غار ثور تک	علی اصغر چودھری	115/-
حضرت محمدؐ ہجرت سے رفیق اعلیٰ تک	علی اصغر چودھری	140/-
حیات رسولؐ (کوئز)	علی اصغر چودھری	40/-
در یتیم	ماہر القادری	60/-
دنیا کی عظیم ترین شخصیت	پروفیسر مرزا رفیع الدین احمد	5/-
رحمت عالم	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	5/-
رحمۃ للعالمین	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	8/-
سیرت کا پیغام	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	6/-
سیرت ختم الرسل	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	16/-
محمد عربی	مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی	120/-
میلاد النبی	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	8/-
ہمارے حضور	عرفان خلیلی	14/-
ہمارے رسول پاک	طالب ہاشمی	50/-
محسن انسانیت	نعیم احمد فاروقی	18/-
سیرت سرور عالم اول (مجلد)	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	310/-
سیرت سرور عالم دوم (مجلد)	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	200/-
محسن انسانیت (مجلد)	نعیم صدیقی	225/-
محسن انسانیت	نعیم صدیقی	55/-
عہد نبوی کا مدنی معاشرہ	ڈاکٹر سید محمد لقمان اعظمی ندوی	160/-
حیات سرور کائنات	ابوبکر سراج الدین (مارٹن لنگس)	175/-
سیرت رسولؐ: دروس اور نصائح	محمد سعید رمضان البوطی	160/-
جلوہ فاران	مولانا محمد عنایت اللہ سبحانی	85/-
حضور اکرمؐ اور ہجرت	ڈاکٹر سید اسعد گیلانی	40/-
رسول کریمؐ کی جنگی اسکیم	عبدالباری ایم اے	65/-
رسول کریمؐ کی سیاسی زندگی	متین طارق باغپتی	60/-
سرور عالم	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی	6/-
غزوات رسول اللہ	بریگیڈیر گلزار احمد	90/-
غزوات مقدس	مولانا عنایت اللہ وارثی	45/-
نبی کریمؐ کی نمازیں	مولانا طاہر رسول قادری	22/-
نراشنس اور آخری رسول	پنڈت وید پرکاش اپادھیائے	10/-
آنحضرتؐ کا سلسلہ نسب اور اہل کتاب	مولانا حمید الدین فراہی	5/-

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز

P.O. Box No. 9752, Jamia Nagar, New Delhi-110025
Ph: 26954341, 26971652, 26946447(D) Fax : 26947858
E-mail: mmipublishers@gmail.com. Website: www.mmipublishers.net